مُسلسل اِشاعت کے 59 سال

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

ستمبر 2022ء | صفر المظفر ۱۴۴۴ھ
شمارہ: ۹ | جلد: ۲۶

تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر

وزیرِ اعظم پاکستان جناب میاں محمد شہباز شریف کے نام کھلا خط

حضرت حافظ محمد نواز کھرڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مسلمانوں کا عالم گیر تنزل اور اس کا اسلامی حل

منڈی بہاؤالدین میں سابق قادیانی فیملی کا قبولِ اسلام

لولاک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۹   جلد: ۲۶

بنیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ — پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ — حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ — صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دین پوری	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد حسین ناصر	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اویس

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

وزیراعظم پاکستان جناب میاں محمد شہباز شریف کے نام کھلا خط	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

شہیدان ختم نبوت (منظوم)	آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	06
شہید اہل بیت رضی اللہ عنہم......امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد قاسم	07
مسلمانوں کا عالم گیر تنزل اور اس کا اسلامی حل	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	08
ستر ہزار فرشتوں کی دعا لانے والا وظیفہ	مولانا مفتی محمد نظیم نیازی	09
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	10
مجوسی اور آتش پرستوں کا تعارف	انتخاب: مولانا عتیق الرحمٰن	11
مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ (قسط:9)	مولانا رحمت اللہ کیرانوی/مولانا غلام رسول	13

شخصیات

امام القراء حضرت مولانا قاری محمد علی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت	حافظ حسن خلیل مدنی	17
حضرت حافظ محمد نواز کہروڑی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت	قاری مختار احمد	19

ردقادیانیت

احتساب قادیانیت ترتیب جدید جلد نمبر دس کا مقدمہ	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	20
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	32
پیر بخش کون ہے؟	بابو پیر بخش لاہور	36
مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت (قسط نمبر: 11)	حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی	41
شکارپور کے سرکاری اسکولوں میں دروس ختم نبوت کی منظوری	مولانا ظفر اللہ سندھی	46
کے پی کے اسمبلی میں آیت وحدیث ختم نبوت آویزاں کرنے کی منظوری	جناب بلال احمد شاہ	48
تحفظ ختم نبوت سوشل میڈیا ورکشاپ گوجرانوالہ	مولانا محمد عارف شامی	49
منڈی بہاؤالدین میں سابق قادیانی فیملی کا قبول اسلام	جناب مسعود حجازی	50

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عتیق الرحمٰن	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52
اشتہارات	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

وزیراعظم پاکستان جناب میاں محمد شہباز شریف کے نام کھلا خط

مزاج گرامی!　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملک وملت کے بہترین مفاد میں چند گزارشات عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:

مسلم لیگ ملک عزیز کی بانی جماعت ہے۔ اس کی قیادت کا اس وقت آپ کو اعزاز حاصل ہے۔ آپ حضرات محبّ وطن قومی رہنما ہیں۔ آپ کے عہد اقتدار میں ملک عزیز نے مثالی ترقی کی۔ اس پر ہر محبّ وطن آپ کا شکرگزار اور دعاگو ہے۔ گزارش ہے کہ ہمیشہ آپ کی حکومتوں کے اختتام پر جو حادثات پیش آئے، دیانت داری کے ساتھ اس کے دیگر عوامل کے علاوہ یہ عوامل بھی ہیں۔ ان پر توجہ فرمایئے! اللہ رب العزت کی ذات گواہ ہے **الدین النصیحۃ** کے تحت آپ کی خیرخواہی کے لئے گزارش ہے:

۱...... آخری بار جب آپ پنجاب کے وزیراعلیٰ اور آپ کے برادر بزرگ وزیراعظم تھے۔ سی.ٹی.ڈی کا محکمہ قائم کیا گیا۔ فورتھ شیڈول میں ڈالنے کی کارروائی کے لئے جو سوالنامہ تیار کیا گیا۔ اس میں متعلقہ آدمی کی بیٹیوں، بہنوں، اہلیہ تک کے نام اور ان کے رابطہ نمبر درج کرنے کا پابند کیا گیا۔ اس کا کوئی اخلاقی، شرعی جواز نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ امر مشرقی روایات کے بھی منافی تھا۔ آج تک صورت حال جوں کی توں ہے۔

۲...... آپ جب پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے جس طرح جعلی پولیس مقابلے میں لوگوں کو اڑایا گیا۔ حتی کہ ایک صاحب کو پکڑنے کے بعد منہ کھلوا کر منہ کے اندر نالی رکھ کر فائر کر کے اس کی بوٹی بوٹی کو فضا میں بکھیر دیا گیا۔ اگر ان کو قانون کے سپرد کیا جاتا تو مناسب ہوتا۔ ٹھیک ہے وہ ملزم یا مجرم ہوں گے۔ لیکن ظلم بھی تو آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

۳...... آپ کے عہد میں تینوں صوبوں سے ہٹ کر مدارس اور دینی اداروں پر چرم کی وصولی کی جو پابندیاں لگائی گئیں۔ ان میں ۸۰ فیصد سے زائد غلط اور ناروا تھیں۔ آج تک ان پر نظرثانی نہیں ہوئی۔

۴...... مخدومی! جان کی امان ہو تو گزارش ہے کہ اب آپ وزیراعظم بنے۔ نظر بد دور آپ کے محترم صاحبزادہ وزیراعلیٰ پنجاب، ان دنوں پھر سی.ٹی.ڈی کو متحرک کیا گیا۔ پورے ملک میں امن وامان

ہے کہیں کوئی بدامنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سٹیٹ کو قانون کی حکمرانی بخشی تھی۔ چندہ روزہ اقتدار ملتے ہی پنجاب کی سی.ٹی.ڈی نے پھر وہی پھرتی دکھائی۔ دور نہ جائیں جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے عہدیدار جناب نصیر احمد احرار کو بار بار زچ کیا گیا۔ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما، ان کے آباء واجداد انگریز سے مقابلہ کر کے استخلاص وطن کے لئے پیش پیش رہے۔ ایسے مخلص قومی، محبّ وطن لوگوں کے ساتھ آپ اور آپ کے ولی عہد کے دور اقتدار میں ایجنسیوں کا یہ رویہ کبھی فراغت کے وقت علیحدگی میں آخرت کی مسئولیت کو سامنے رکھ کر سوچئے کہ یہ کیا ہوا ہے۔

۵...... جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے پنجاب اسمبلی کی جدید عمارت میں ختم نبوت کی آیت واحادیث نبوی ﷺ لگوائیں۔ پنجاب بھر کے حکومتی دفاتر میں آیات واحادیث کے چارٹ لگوانے کا آرڈر جاری کرایا۔ ختم نبوت کا حلف نامہ نکاح فارم میں شامل کرایا۔ اب اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ خیبر پختون خواہ اسمبلی میں مندرجہ بالا تمام امور کی قراردادیں متفقہ منظور ہوئیں۔ الحمدللہ!

اور آپ نے اپنے دور اقتدار میں ابوبکر خدابخش ٹھو کہ قادیانی کو ترقی پر ترقی دی۔ اس کے داماد کو اس کے قائم مقام کے طور پر آگے لائے۔ آپ کے برادر بزرگ نے قادیانیوں یعنی حضور ﷺ کے ازلی ابدی دشمن اور گستاخ ملعون قادیان کے پیروؤں کو اپنا بھائی کہا۔

جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب کا یہ طرز عمل اور آپ یعنی میاں برادران کی کرم فرمائیاں ختم نبوت ایسے مقدس کاز کے ساتھ ببیں تفاوت! اس پر ہم کیا عرض کریں۔ گرگویم زبان سوزد۔

مخدوم گرامی! تلخ نوائیوں کی معافی کے ساتھ عرض ہے کہ آپ کی خدمت میں ۲۵؍اپریل ۲۰۲۲ء کو ایک عرضہ لکھا تھا جس کی کاپی وٹس ایپ کے ذریعہ قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم نے آپ کو بھجوائی جس میں عرض کیا گیا تھا: ’’سابقہ حکومت نے آذربائیجان میں سیالکوٹ کے بلال نامی شخص کو پاکستان کا سفیر مقرر کیا۔ یہ سفیر سکہ بند اور جنونی قسم کا قادیانی ہے۔ قادیانیت کی اشاعت وتبلیغ اس کا وطیرہ ہے۔ اس نے کئی مسلمانوں کو وہاں قادیانی بنایا۔ جن میں دو تو کنفرم ہیں۔ اسلامی مملکت پاکستان کے خزانہ سے آب ودانہ کھا کر قادیانیت کا پرچار کرنا موجودہ حکومت کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس نے پاکستانی سفارت خانہ آذربائیجان کو قادیانیت کی تبلیغ کے اڈہ میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ پاکستانی سٹوڈنٹس کو بلا کر ان کی دعوتیں کرنا ان پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے انہیں قادیانی بنانے کی اس نے ات مچا رکھی ہے۔ آذربائیجان لینگویج یونیورسٹی میں اردو کی تعلیم کے لئے اپنے قادیانی رشتہ دار کو لگایا ہوا ہے۔ قادیانی کتب ورسائل لٹریچر تقسیم کرنا اس کا دن رات کا مشغلہ ہے۔‘‘

خالصۃً ایک ایسی درخواست جو دینی اہم عقیدہ کے متعلق تھی۔ مملکت خداداد پاکستان جس کے متعلق

قانون بنا چکی ہے۔ جو قانون سٹیٹ کی پراپرٹی ہے۔ آپ نے ایک مرے ہوئے مچھر جتنی اسے اہمیت نہ دی۔ آپ کی عقیدہ ختم نبوت کے لئے بے نیازی کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ قادیانی سفیر کچھ کارروائی نہ ہونے پر اور دلیر ہوگیا۔ علی الاعلان مسلمانوں کو قادیانی شو کر کے رقمیں بھی بٹور رہا ہے۔ مسلمانوں کو قادیانی بھی بنا رہا ہے۔ شنید ہے کہ اسی (۸۰) افراد کو اس نے قادیانی بنایا ہے۔

محترم، قبلہ میاں صاحب! آپ اس گستاخی پر مجھے دار پر کھنچوا دیجئے لیکن پاکستان اسلامی مملکت کے قادیانی سفیر کے ذریعہ ختم نبوت کے منکرین کو پرموٹ کر کے رحمت عالم ﷺ کے دل مبارک کو زخمی نہ کیجئے۔ یہ نہ سوچئے کس نے کہا۔ یہ سوچئے کہ جو کام آپ کے کرنے کا ہے اسے درخور اعتناء نہ سمجھ کر آپ مملکت پاکستان اور اپنے ساتھ انصاف فرما رہے ہیں۔ پہلے عریضہ میں یہ عرض کیا۔ اب بھی یہی عرض ہے۔

’’آپ سے درخواست ہے کہ اس کے خلاف فوری اقدام کر کے پاکستان کے نام کو قادیانیت کے پرچار کے لئے بطور آلہ کے استعمال ہونے سے روکا جائے۔‘‘

پشاور میں نو افراد کا قادیانیت پر لعنت بھیج کر قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور کارکنان کی محنت سے جولائی ۲۰۲۲ء میں سفید ڈھیری پشاور کے سابقہ ایس پی وسیم احمد خان خلیل سمیت ان کے خاندان کے نو افراد نے قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک دامن سے منسلک ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس حوالہ سے ایک عظیم الشان تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخوا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب مہمان خصوصی تھے۔ علاقہ کے کثیر عوام الناس نے شرکت کی۔ تقریب میں جناب وسیم احمد خان خلیل سابقہ ایس پی، ان کی زوجہ، بیٹی، دو بیٹوں، بھابھی، دو بھتیجی ایک بھتیجا یعنی خاندان کے ۹ر افراد نے مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر جس میں حافظ محمد عابد، مولانا قاری شاہد، مولانا قاری نعمان حقانی، مفتی محمد سعید، مولانا افتخار، مولانا سہیل درویش، مفتی امجد علی، مولانا صدیق، پروفیسر ڈاکٹر احمد سعید، مولانا عبداللہ، مولانا سہیل، مفتی نعیم جان اور علاقہ کے نامور شخصیات موجود تھیں۔

نومسلمین کے نام یہ ہیں: ۱...... وسیم احمد خلیل ولد محمد اشرف خلیل سکنہ سفید ڈھیری، ۲...... بنت شاہد احمد خلیل سکنہ سفید ڈھیری، ۳...... زوجہ شاہد سکنہ سفید ڈھیری، ۴...... بنت شاہد سکنہ سفید ڈھیری، ۵...... معاذ اشرف خلیل ولد شاہد احمد خلیل سکنہ سفید ڈھیری، ۶...... بنت وسیم احمد خلیل سکنہ سفید ڈھیری، ۷...... زوجہ وسیم سکنہ سفید ڈھیری، ۸...... احمد دانیال خلیل ولد وسیم احمد خلیل سکنہ سفید ڈھیری، ۹...... احمد ارسلان خلیل ولد وسیم احمد خلیل سکنہ سفید ڈھیری۔ اللہ تعالیٰ تمام نومسلموں کو حضور خاتم النّبیین ﷺ کے دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

شہیدان ختم نبوت

آغا شورش کاشمیریؒ

خاک لاہور کی توقیر بڑھانے والے
گولیاں تانے ہوئے سینوں پہ کھانے والے

جبر کا نام زمانہ سے مٹانے والے
صبر ایوبؑ کی تصویر دکھانے والے

گردنیں عشق پیمبرؐ میں کٹانے والے
دھجیاں لشکر باطل کی اڑانے والے

دغدغہ طارقؒ و بوذرؓ کا دکھانے والے
طنطنہ دین فروشوں کا مٹانے والے

پرچم سید کونینؐ اڑانے والے
قرن اوّل کی روایات دکھانے والے

آگ طاغوت پرستوں میں لگانے والے
ہیبت لشکر اسلام بٹھانے والے

معجزہ قوت بازو کا دکھانے والے
نقشۂ حیدر کرارؓ جمانے والے

سر بکف عرصۂ پیکار میں آنے والے
جان تک ختم نبوت پہ لٹانے والے

قتل گاہوں میں شہیدوں کا لہو بول اٹھا
سر کٹاتے ہیں محمد کے گھرانے والے

باخدا ان کے مقامات سے واقف ہی نہیں
خانقاہوں میں مریدوں کو نچانے والے

پرچم دعوت وارشاد لئے پھرتے ہیں
چادریں زینبؓ وصغریٰؓ کی چرانے والے

بچ نہیں سکتے کبھی قہر خدا سے شورش
خون احرار سفینوں میں لٹانے والے

(ہفت روزہ چٹان ۲۸ر فروری ۱۹۶۳ء)

شہید اہل بیت رضی اللہ عنہم ...... امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد قاسم: کراچی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے زمانے کے حکمرانوں کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑی تھیں۔ بنوامیہ اور بنوعباس کے جو حکمران دین اسلام کے صراط مستقیم سے دور تھے، امام صاحب ان کے مقابلے میں علَوی دُعاۃ (اہلِ بیت اطہار کے سرکردہ حضرات مجاہدین جو اموی، مروانی وعباسی بادشاہتوں کے خلاف خروج کئے ہوئے تھے) کے حق میں تھے۔ انہوں نے اموی بادشاہ ہشام بن عبدالملک کے خلاف حضرت زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عباسی بادشاہ ابوجعفر منصور کے مقابلے میں حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ بن عبداللہ بن حسن بن امام حسن مجتبیٰ اور ان کے بھائی ابراہیم حسنی رضی اللہ عنہم کا جرأت وپامردی سے برملا ساتھ دیا حتیٰ کہ منصبِ شہادت پر فائز ہوئے۔

خطیب بغدادی نے زفر بن ہذیل کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن امام حسن بن مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی دعوت وخروج کے زمانے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت زور وشور سے ان کے موافق بات کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہماری گردنوں میں رسی ڈلوا کر ہی خاموش ہوں گے۔ اسی حال میں عباسی بادشاہ ابوجعفر منصور کا پیغام کوفہ کے گورنر کے پاس آیا کہ ابوحنیفہ کو ہمارے پاس بھیج دو، چناں چہ امام صاحب کو بغداد لے جایا گیا، جہاں جیل میں زہر دے کر انہیں شہید کردیا گیا۔ (تاریخ بغداد العبر ذہبی)

اسی طرح آپ اموی بادشاہ ہشام بن عبدالملک کے خلاف امام زید کی مالی مدد کرتے رہے اور امام زید کے اس خروج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معرکۂ بدر سے تشبیہ دی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ائمہ اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت اور ان کی تائید وحمایت کرنے ہی کی وجہ سے شہید کیا گیا، قضا کا مسئلہ تو محض بہانہ تھا۔ اسی لئے انہیں آپ بجا طور پر شہیدِ اہلِ بیت کہلانے کے حق دار ہیں اور تب ہی ہم حنفی یہ مانتے ہیں کہ چوتھے خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد ائمہ اہلِ بیت نبویؐ، بنوامیہ اور بنوعباس کے مقابلے میں شہدائے حق ہیں اور ان کے مؤیدین ہر دور میں ظالم وفاسق حکمرانوں کے خلاف حَسَنی حُسینی طرز پر رہے ہیں۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے:

۱...... ’’امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی‘‘ از علامہ سیّد مناظر احسن گیلانیؒ۔

۲...... ’’شہید اہل بیت‘‘ از مفتی شریف اللہ کوثری مدظلہ۔

مسلمانوں کا عالم گیر تنزل اور اس کا اسلامی حل

مولانا ابوالکلام آزادؒ

صدیوں سے مسلمانوں میں جو انحطاط قواء وجذبات پر طاری ہے، اس نے ان جذبات مقدسہ سے تقریباً انہیں محروم کردیا ہے۔ اسلام پرستی وملت خواہی کے وہ جذبات جنہوں نے بدروحنین سے لے کر جنگ صلیبی تک مسلمانوں کی قوت وحقانیت کو برقرار رکھا اور فتنہ تاتار جیسی مہیب بربادیوں کے بعد بھی ممالک اسلامیہ کے طول وعرض کو سمٹنے نہ دیا۔ اب صرف تاریخ عالم کی سرگزشتوں کا ایک حصہ بن کر رہ گئے ہیں۔ صدیوں سے حفظ ملت ودفاع اسلام کا فرض افراد واقوام کی جگہ صرف حکومتوں اور ان کی فوجوں کی روبہ تنزل قوت کے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا۔ حالاں کہ اسلام کے نظام اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے حفظ ملت کے فرض کو ہر فرد ملت پر فرض کردیا تھا اور اسی کو دین قویم کا ایک بہت بڑا فرض باسم ''جہاد'' قرار دیا تھا، اگر امت مرحومہ کوئی جسم واحد ہے تو اس کی ریڑھ کی ہڈی یہی اصول دینی تھی، پر افسوس کہ دست تغیر نے سب سے پہلے اسی کو زخمی کیا اور اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ لیکن اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ جذبات معدوم ہوگئے ہیں اور طبعیۃ اسلامیہ اب اپنے خواص فطریہ کو بالکل کھو چکی ہے۔ دین الٰہی کی پیدا کی ہوئی قوت تعلیمی ایسی ہی ضعیف وکمزور اثر ہوتی تو وہ اتنی عمر نہ پاتا جتنی عمر کے ساتھ باوجود صدہا صدمات مہلکہ کے آج موجود ہے۔ اصل یہ ہے کہ انسان اپنے تمام جذبات وقوائے کے ظہور کے لئے خارجی محرکات ومؤثرات کا محتاج ہے اور یہی احتیاج طبیعی ہے جس کو قرآن کریم نے ''تقدیر اور''اذن الٰہی'' سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھی متحرک نہیں ہوسکتا۔ اسلام پر چھ سات صدیوں سے عالم گیر تنزل قلبی ودماغی طاری ہے اور وہ تمام محرکات وموثرات اور اسباب گردوپیش مفقود ہوگئے ہیں جو طبعیۃ اسلامیہ کے اصلی خواص کو نمایاں کرتے۔ حیات مسلم ومومن کے الٰہی وقدس جوہروں کو چمکاتے تھے۔ ان قوتوں کے ظہور وحرکت کے لئے سنین اولیٰ کے سے حالات واسباب پچھلی صدیوں میں بھی اگر میسر آجاتے اور اسلام کا حقیقی نظام اجتماعی ودینی قائم رہتا تو یقین کیجئے کہ آج بھی اس کی سرزمین وہ لعل وجواہر اگل سکتی تھی جن کی درخشندگی سے چشم عالم خیرہ ہے۔

اسلام نے اپنے پیروؤں کو سب سے بڑی چیز جو دی ہے وہ راہ حق وعدالت میں جاں فروشی کا سبق ہے۔ اسلام کا پہلا پیکر قدسی جو خطاب ''مسلم'' سے متصف ہوا، وہ تھا کہ جس سے کہا گیا کہ: ''اسلم'' (مسلمان ہوجاؤ) تو اس نے جواب میں سر جھکا دیا کہ ''اسلمت لرب العالمین'' میں مسلم ہوا تمام جہانوں کے پروردگار کے نام سے۔ (ہفتہ وار ترجمان اسلام ۱۸؍اپریل ۱۹۶۶ء)

ستر ہزار فرشتوں کی دعالانے والا وظیفہ

مولانا مفتی محمد نظیم نیازی

علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں اور حضرت مولانا مفتی شفیع نے معارف القرآن میں اس کو نقل کیا ہے۔اس کے راوی معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ قبیلہ مزن کے رہنے والے ہیں۔ بایع تحت الشجرۃ صلح حدیبیہ کی بیعت جہاد میں بھی شریک تھے۔ سکن البصرۃ بصرہ میں رہتے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جوشخص بھی صبح شام تین مرتبہ اعوذباللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم پڑھ کرایک مرتبہ سورہ حشر کی درج ذیل آخری تین آیات پڑھ لے:

’’ھواللہ الذی لاالٰہ الّا ھوعٰلم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیم. ھواللہ الذی لا الٰہ الّاھو الملک القدوس السلٰم المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر. سبحن اللہ عما یشرکون. ھواللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ. یسبح لہ مافی السمٰوٰت والارض. وھوالعزیزالحکیم. (الحشر: ۲۲تا۲۴)‘‘

اگر صبح پڑھ لے تو شام تک اور شام کو پڑھ لے تو صبح تک اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مقرر فرمائیں گے جو اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں گے:

وکل اللہ بہ سبعین الف ملک یصلون علیہ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل القرآن ص۱۸۸)

قال ملاّ علی قاری: ای یستغفرون لذنوبہ (مرقاۃ المفاتیح کتاب فضائل القرآن ج۵ص۵۲)

بندہ سو رہا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس کو بھی صبح شام پڑھئے۔ایک تبلیغی دوست کہتا تھا کہ میں صبح فجر کے بعد پہلے یہی عمل کرتا ہوں اور ستر ہزار فرشتوں کو اپنی مغفرت مانگنے کی ڈیوٹی پر لگا کر پھر چائے پیتا ہوں۔ انسان ہو کر فرشتوں کو اپنی ڈیوٹی پر لگا رہا ہے۔ واہ! کیا یہ قرآن کا اعزاز نہیں ہے؟ قرآن کا معجزہ ہے کہ ستر ہزار نورانی، معصوم، بے گناہ مخلوق، گناہ گار بندوں کے لئے ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں۔ آپ سو رہے ہیں اور ستر ہزار فرشتے آپ کے لئے دعا مانگ رہے ہیں۔

(اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال مولانا الشاہ حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہ ص۷۳تا۷۵)

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

ہندوستان کے پانچ مقرر علماء

اب سے چالیس سال (اور اب پون صدی) قبل ہندوستان کے پانچ عالموں کی تقریر کا بڑا شہرہ تھا:

۱...... ان میں سب سے اوّل نمبر مولانا ابوالکلام آزاد کا تھا۔ تقریر وتحریر میں آپ ہی اپنا جواب تھے۔

۲...... اس کے بعد مولانا آزاد سبحانی کا نام لیا جاتا تھا، بلکہ یہ تک سننے میں آیا کہ بعض جلسوں میں تو مولانا آزاد سبحانی کی تقریر کے سامنے مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر پھیکی رہی۔ تقسیم ہند سے تین چار سال قبل (غالباً ۱۹۴۴ء میں) ناگ پور کی اردو کانفرنس میں مولانا آزاد سبحانی سے ملاقات ہوئی، کمیونزم سے خاصے متاثر تھے، کانفرنس میں تقریر کی مگر الجھی ہوئی سی! وہ سچ مچ پراگندہ مو اور آشفتہ مزاج نظر آتے تھے، جسم پر اوپر تلے کرتے پہن رکھے تھے اور اٹھتے بیٹھتے یہاں تک کہ لوٹا اٹھاتے ہوئے ''نحن خلیفة اللہ'' ان کی زبان سے نکلتا تھا۔

۳...... مولانا عبدالماجد قادری بدایونی مرحوم بڑے سحر آفریں اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ سیرت النبی ﷺ پر اس قدر ڈوب کر والہانہ انداز میں تقریر کرتے کہ ان کے عمامے کے پیچ کھل جاتے اور چہرہ فرط عقیدت سے تمتمانے لگتا۔ مولانا ماجد میاں مرحوم مترادف الفاظ اپنی تقریر میں خاص طور پر لاتے تھے، ہم بے تکلف دوست اپنی صحبتوں میں بعض شاعروں کی شعر خوانی اور لیڈروں کی تقریر کی نکل اتارتے تو مولانا عبدالماجد بدایونی کی تقریر کی ان لفظوں میں کرتے: ''نکلا ایک تلّہ کوہ سے، ایک چٹان سے، ایک تودۂ خشت سنگ سے، ایک سانپ، ایک مار سیاہ، ایک اژدہا، ایک افعی، جو چلا کتراتا ہوا، بل کھاتا ہوا، لہراتا ہوا۔''

۴...... مولانا احمد سعید دہلوی مرحوم دلی کی ٹکسالی زبان میں ایسی شستہ ورواں تقریر کرتے کہ سننے والوں کے دلوں کو موہ لیتے۔ ان کی تقریر میں بڑی روانی، آمد اور گھلاوٹ ہوتی تھی، لہجہ شیریں اور طرز ادا باوقار! ملت نے انہیں ''سحبان الہند'' کا خطاب دیا اور قوم کی دی ہوئی یہ خلعت ان کے قامت موزوں پر ٹھیک آئی۔

۵...... شیعہ علماء میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے فاضل صدر مولانا سبط حسن صاحب جادو بیان مقرر تھے، ان کے وعظ شعریت وادبیت سے لبریز ہوتے تھے، چودھویں صدی میں ان سے بہتر مقرر شیعہ کمیونٹی میں غالباً پیدا نہیں ہوا۔'' (یادرفتگاں ج۱ص ۵۸،۵۹)

مجوسی اور آتش پرستوں کا تعارف

(از: علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ)

انتخاب: مولانا عتیق الرحمٰن

علامہ خفاجی مصری شرح شفاء میں لکھتے ہیں: ''والمجوس عبدة النار او القائلون بالهين يزدان واهرمن اى النور والظلمة الخالقين للخير والشر'' (نسیم الریاض ج۴ ص۴۹۷ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ)

یہ لوگ اپنے آپ کو زرتشت کی امت کہتے تھے زرتشت ان کے عقیدے میں ایک پیغمبر کا نام تھا جس پر اوستا نامی ایک کتاب اتری تھی۔ ان کے ہاں اوستا کی ایک شرح زند لکھی گئی جس میں اوستا کے بعض مطالب دور تک بدل دیئے گئے ان پیروی کرنے والوں کو زندیق کہا جاتا تھا مسلمانوں میں بھی ان لوگوں کو جو دین کے اصولوں سے دور نکل گئے ہوں زندیق کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ صرف آگ سے ہی گناہ دھوئے جاسکتے ہیں اس کے لئے یہ لوگ بڑے بڑے آتش کدے بناتے ان میں آگ مسلسل جلتی رہتی اور یہ ان کے کناروں پر برابر مصروف عبادت رہتے اوستا میں آگ کی پانچ قسمیں بتلائی گئی ہیں۔ جو مختلف پیرایوں میں ظہور کرتے ہیں۔

۱...... وہ بھی ایک آگ ہے جو بادلوں میں رہتی ہے اور کبھی کبھی بجلی بن کے چمکتی ہے اسے ہم برق کہتے ہیں اور یہ آتش پرست اسے وازشت کہتے تھے۔

۲...... ایک آگ وہ ہے جو اسپورا مزدا (خدا) کے آگے آگے چاروں طرف چلتی ہے اس میں جلن نہیں ہوتی۔ ہم اسے تجلی کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ تجلی ایک درخت پر اتری تھی اس سے پتے جلتے نہ تھے بلکہ ان کی طراوت اور روشنی ہوتی تھی۔ آتش پرست اسے سپنشت کہتے تھے۔

۳...... ایک آگ وہ جو درختوں میں پائی جاتی ہے یہ بھی جلاتی نہیں درختوں کی ٹہنی توڑیں تو آپ کو اس کے اندر گرمی ملے گی یہی گرمی جب فصلوں میں آتی ہے تو ان میں اناج آتا ہے پھر وہ فصلیں سورج کی گرمی سے پکتی ہیں آتش پرست اس آگ کو اروازشت کہتے تھے۔

۴...... وہ آگ جو انسانوں اور حیوانوں کے جسم میں کام کرتی ہے آتش پرست اسے وھو فریان کہتے تھے انسانوں اور حیوانات کے لئے ان اجسام پر پانی ڈالتے رہنا (وہ وضو سے ہو یا غسل سے) بدن میں ایک اعتدال قائم رکھتا ہے۔

۵...... آتش کدوں میں جلنے والی آگ کو آتش پرست برن سواہ کہتے تھے یہی آگ ہے جو بغیر کسی لباس کے انسانوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے اور آتش پرست اس کی پوجا کرتے ہیں آگ ہزار سال مسلسل جلتی رہے تو اس میں بڑے بڑے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں انہیں پہلوی زبان میں سمندر کہتے تھے خدا کی محبت کی آگ میں جلتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے:

کوئی ایسی طرز طواف تو مجھے اے چراغ حرم بتا　　کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشت سمندری

آگ کی یہ پانچ قسمیں آتش پرستوں کے پانچ تن ہیں۔

آتش پرستوں میں دین زرتشت سے نسبت رکھتے ہوئے مختلف وقتوں میں مختلف فرقے اٹھے جن کے نام آج بھی پرانے ایرانی لٹریچر میں ملتے ہیں۔

زرتشت کے پیرووں میں کئی مذہبی تحریکات اٹھیں جن میں ''مانی'' بھی ایک معروف ریفارمر ہوا۔ یہ عقیدہ مانویہ کا بانی بنا۔ ایرانی النسل تھا اس کی ماں اشکانی خاندان سے تھی اس کا باپ فاتک ہمدان کا رہنے والا تھا جو ترک وطن کر کے بابل آ گیا تھا۔ وہاں ان دنوں عیسائیوں کا زور تھا فاتک عیسائیوں کے فرقہ المغتسلہ میں رہنے لگا۔ یہیں ۲۱۵ء میں مانی پیدا ہوا اس نے اپنی خاندانی نسبت سے زرتشت اور علاقائی نسبت سے عیسائیت کا گہرا مطالعہ کیا اور عیسائیوں کے فرقہ المغتسلہ سے نکل کر بائبل کے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ بدھا، زرتشت اور حضرت عیسیٰؑ کو مامورین مانتا تھا اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میں ان مذاہب کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ ابن الندیم کے بیان کے مطابق مانی کا پہلا وعظ شاپور کی تاجپوشی کے دن ۲۴۲ء میں ہوا اس کا بنیادی عقیدہ یہ تھا کہ ابتدائے آفرینش میں دو جوہر اصلی موجود تھے یہ اس کا دونوں کے قدیم ہونے کا عقیدہ تھا۔ ایک سے پدر عظمت اور دوسرے سے خدائے ظلمت چلا پیروان زرتشت سے ایک مذہبی تحریک مزدکیت چلی۔

علامہ خفاجی مصری (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں: ''**المانوية وهم اصحاب مانى الحكيم الذى ظهر فى زمن شابور من اردشير بعد عيسىٰ عليه السلام**۔'' (شرح شفاء ج۴ ص۴۹۷)

مزدک ایران کے صوبہ فارس کا رہنے والا تھا یہ پہلے مانوی تھا لیکن بعد میں اس نے مانویوں سے کچھ مختلف شکل اختیار کر لی تھی۔ روسی سیاسی رہنماؤں نے اشتراکیت کا تصور مزدک کی تعلیمات سے ہی کشید کیا تھا مزدکی لوگ مال اسباب اور عورتوں میں اشتراک کا نظریہ رکھتے تھے وہ کہتے تھے جس طرح پانی، آگ اور گھاس نوع انسان میں مشترک ہیں اسی طرح یہ چیزیں بھی مشترکہ قرار پائی جانی چاہئیں۔

مجوسیوں کا اعتقاد اس پر رہا ہے کہ سورج کی دھوپ آگ پر نہ پڑنی چاہئے آگ میں وہ خدا کے ظہور کے قائل تھے اور اسے سورج کی گرمی سے بچانا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔

مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ

قسط نمبر9 ...... متکلم اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کا نواں اور آخری خط

’’پادری فنڈر‘‘ کے خط سے ’’شیخ کیرانویؒ‘‘ کو اطمینان ہوا اور دلی مراد بر آئی۔ اب آپ نے ’’پادری فنڈر‘‘ کو ایک مختصر سے خط کے ذریعے منظوری کی اطلاع دی۔ چنانچہ آپ نے لکھا: ’’آپ کا مکتوب گرامی ملا، جس سے منکشف اور معلوم ہوا کہ مناظرہ دو دن مسلسل سوموار اور منگل یعنی ۱۰، ۱۱/اپریل ۱۸۵۴ء کو اپنے وقت اور مجوزہ و متعینہ مقام پر ہوگا۔ میں دونوں مذکورہ دن ٹھیک وقت پر حاضر ہو جاؤں گا! اور مناظرہ (آپ کی تحریر کے مطابق) علی الترتیب چاروں مسئلوں پر ہوگا جو ہمارے اور آپ کے درمیان پہلے سے طے شدہ ہے۔‘‘

رحمت اللہ کیرانویؒ...... ۹ رجب المرجب ۱۲۷۰ء، مطابق ۸/اپریل ۱۸۵۴ء

تمت ’’المراسلات المذهبية‘‘ التی جرت بین ’’الشیخ رحمت اللّٰه‘‘ و بین ’’القسیس فندر‘‘

دوسرا مشہور ’’بڑا مناظرہ‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه الواحد الاحد، الفرد الصمد، الذی لا اله الا هو، سبحانهٗ ان یکون لهٗ ولد،

و فی کل شئی له شاهد یدل علیٰ انه واحد

فمن اهتدی فانما یهتدی لنفسهٖ، ولا یضره جحد جاحد، لا ثانی له و لا ثالث ولا ضد ولا ند، فلیمت بغیظه کل معاند، هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله، و یحکم آیاتهٖ و ان رغمت انوف اللذین یریدون ان یطفئوا نور اللّٰه بافواههم و یحرفوا کلمٰتهٖ، فصلی اللّٰه علیٰ هذا النبی الاصیل، و السید النبیل، المبشر به فی التوراة و الانجیل، محمد و علی اله و اصحابه الهادین المهتدین الیٰ سواء السبیل، الدامغین لجیشات الاباطیل، اما بعد!

مناظرہ کا ماحول

’’شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ‘‘ فرماتے ہیں کہ بذریعہ خطوط میرے اور ’’پادری فنڈر صاحب‘‘ کے

درمیان مناظرہ ومباحثہ طے پا گیا۔ نو خط میری طرف سے لکھے اور بھیجے گئے اور نو خط ''پادری فنڈر صاحب'' کی طرف سے۔ پہلے خط کی تحریر کے دن سے لے کر ''مناظرہ ومباحثہ'' کے ''جلسۂ اول'' کے دن تک ۱۸ دن کی مدت گزر گئی اور چونکہ جن مسائل میں بحث ہونے والی تھی پہلے دن سے ہی ''پادری فنڈر صاحب'' کو معلوم ہوگئے تھے، اور پہلے چھوٹے مناظرہ ومباحثہ (جو میرے اور ''پادری کئی'' کے درمیان ہوا تھا) کی طبع شدہ رُوداد بھی ''پادری صاحب'' کی نظر سے گزر چکی تھی، اس سے اور اسی طرح اپنے شریکِ کار ''پادری فرنچ'' (یہ پادری صاحب وہی ہیں جو ''پادری کئی'' کے ساتھ مل کر میرے ساتھ پہلا مباحثہ ''آگرہ'' میں کیا تھا۔ ''پادری فنڈر صاحب'' نے اس نیت سے ان کو اپنا شریک کار ٹھہرایا (۱): ایک تو دوسرے پادریوں کی نسبت وہ بڑا ذہین تھا (۲): دوسرا اپنی سابقہ بدنامی وخفت رفع کرنے کی کوشش کرے گا) سے ''نسخ اور تحریف'' کے بارے میں اکثر باتیں معلوم ہوگئیں تھیں، تو انہوں نے اٹھارہ دن کی مدت میں ''آگرہ'' (موجودہ اکبرآباد) کے سب پادریوں اور اپنے ہم مذہب اہلِ علم کے اتفاق سے اپنے نزدیک خوب اچھے طریقے سے اس امر کو منقح کرلیا تھا، اور جو آپس میں جوڑ توڑ کرنا تھا وہ سب کر رکھا تھا۔ (شیخ کیرانویؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مسلمان شخص ''پادری فنڈر صاحب'' کا نوکر تھا وہ ہر روز آکر ان کے یومیہ حال کی مجھے اطلاع دیا کرتا تھا کہ رات دن ''پادری صاحب'' کی کوٹھی پر پادریوں کا مجمع لگا رہتا ہے اور ہر وقت یہ صورت رہتی ہے کہ ایک گیا تو دوسرا آیا، اور کتابوں کو بہت دیکھتے ہیں، اور ان کی آپس میں بھی گفتگو ہوتی رہتی ہے، لیکن چونکہ وہ گفتگو انگریزی میں ہوتی ہے اس لئے مجھے سمجھ میں نہیں آتی، اس گفتگو میں اکثر طور پر ''محمدیوں'' کا لفظ یا ''قرآن'' کا یا ''محمد (ﷺ)'' کا یا تمہارا سنتا ہوں تو اس سے اندازہ لگالیتا ہوں کہ ہو نہ ہو یقیناً اس مباحثہ کا چرچا ہے۔ اور وہ مسلمان شخص یہ بھی کہتا تھا کہ: ''پادری فنڈر صاحب'' کی ''میم صاحبہ'' بھی اکثر مجھ سے پوچھا کرتی ہے کہ یہ ''مولوی'' کہاں سے آیا ہے؟ کہ ''پادری صاحب'' کو اس نے بڑا فکر مند کیا ہوا ہے، اور یہ بڑی محنت ومشقت میں پڑ گئے ہیں، اور دن رات ان کا یہی مشورہ اور کونسل ہے۔

بہر حال! ہر قسم کی کتابیں بھی ان کے پاس موجود تھیں، اور دیگر مشاغل وامور سے بھی وہ فارغ تھے۔ ایسی باتوں کے سوا انہیں اور کچھ کام نہ تھا۔ اور دونوں جلسوں میں مجلس بھی ان لوگوں کی مجلس تھی، غیر کی مجلس وہاں نہ تھی کہ ان پر رعب کا خطرہ ہو اور غالباً اسی وجہ سے انہوں نے حکام وافسران کو بھی مجلسِ مناظرہ کا شریک کیا تھا کہ ہم پر کسی کا خوف ورعب نہ رہے۔ غرضیکہ ''پادری فنڈر صاحب'' کے لئے کوئی ایسی بات نہ رہی جس کو عذر بنا سکیں۔ تاہم! **بفضل اللّٰہ تعالیٰ** مناظرہ ہوا اور اسلام کا بول بالا ہوا اور ہر شخص کے دل میں اس آیت ''**و جعل کلمة اللذین کفروا السفلیٰ و کلمة اللّٰہ ھی العلیا**'' کا مضمون پیدا

ہوا، اور ’’الاسلام یعلو ولا یعلیٰ‘‘ کی سچائی ہویدا ہوئی۔ و الحمد للّٰہ علیٰ ذلک حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ. اب مناظرہ کے دونوں جلسوں کی کیفیت اور حال سنئے! اور ملاحظہ کیجئے!

مناظرہ کا پہلا جلسہ

’’پادری فنڈر‘‘ کی مقرر کردہ تاریخ کے مطابق مناظرہ کا پہلا اجلاس مؤرخہ ۱۱ رجب المرجب ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۰ اپریل ۱۸۵۴ء بروز دوشنبہ (پیر) کی صبح ’’عبدالمسیح‘‘ کے کٹہرے میں منعقد ہوا، کئی ہفتوں سے جس مناظرہ ومباحثہ کی شہر ’’آگرہ‘‘ میں گفتگو ہو رہی تھی اور ہر شخص بڑی شدت و بے چینی سے اس کا منتظر تھا لیکن اتنی شہرت کے باوجود مجلسِ مناظرہ میں حاضرین وشرکاء کی تعداد کل پانچ سو (۵۰۰) کے قریب تھی۔ ’’شیخ کیرانویؒ‘‘ وقت مقررہ پر ’’ڈاکٹر محمد وزیر خان‘‘ کو لے کر ’’عبدالمسیح‘‘ کے کٹہرے میں پہنچ گئے۔ اس جلسہ میں شہر کے معززین حضرات میں سے ’’اسمتھ صاحب‘‘ حاکم صدر دیوانی، اور ’’کرسچن صاحب‘‘ سیکرٹری صدر بورڈ، اور ’’ولیم صاحب‘‘ مجسٹریٹ علاقہ فوج، اور ’’لیڈلی صاحب‘‘ مترجم سرکاری، اور ’’کشیش، ولیم، گلین صاحب‘‘ اور ’’مفتی ریاض الدین صاحب‘‘ اور ’’مولانا فیض احمد صاحب‘‘ سررشتہ دار صدر بورڈ، اور ’’مولوی حضور احمد صاحب‘‘ اور ’’مولوی امیر اللہ صاحب‘‘ مختار ’’مہاراجہ بنارس‘‘ اور ’’مولوی قمر الاسلام صاحب‘‘ امام جامع مسجد آگرہ، اور اخبار نویسوں میں سے ’’منشی خادم علی صاحب‘‘ مہتمم ’’مطلع الاخبار‘‘ اور ’’سید عبداللہ اکبر آبادی صاحب‘‘ اور ’’سید وزیر الدین صاحب‘‘ اور ’’مولوی سراج الحق صاحب‘‘ تشریف رکھتے تھے۔ اور دوسرے حضرات مسلمان، عیسائی اور ہندو بھی اور انگریز افسران، فوجی افسران، یورپین پادریوں کی ٹیم، انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیداران وغیرہ حضرات بھی (جن کی تعداد تقریباً پانچ سو کے لگ بھگ تھی) موجود تھے۔ جب دونوں فریق اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے اور نشستیں سنبھال لیں تو سب سے پہلے ’’پادری فنڈر صاحب‘‘ کھڑے ہوئے اور اجلاس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا:

حاضرین کرام! یاد رکھیں! یہ مباحثہ فاضل محترم ’’رحمت اللہ صاحب‘‘ کی استدعا پر منعقد ہو رہا ہے، میں نے ان کی خواہش کے مطابق ان کی درخواست کو منظور کر لیا ہے، اگرچہ میرے نزدیک اور میری نگاہ میں اس مباحثہ ومناظرہ کی چنداں افادیت نہیں ہے (یہ بات گویا روح القدس نے اسے القاء کی اور اس کی زبان پر ڈالی تھی، اسی لئے ان کے حق میں یہ مباحثہ بہت ہی مضر ثابت ہوا لیکن اسلام اور مسلمانوں کے حق میں تو بہت ہی مفید ثابت ہوا، ’’شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ‘‘ نے خود اس مباحثہ کے فوائد لکھے اور بیان فرمائے ہیں۔ (ان شاء اللہ اس مباحثہ کے آخر میں انہیں لکھ دیا جائے گا) لیکن صرف اس خیال سے میں نے ان کی استدعاء کو قبول کر لیا اور چاہا کہ ایک اچھا موقع ہے کہ مذہبِ عیسوی اور دینِ عیسوی کی حقیقت اور اس کے

دلائل اہلِ اسلام کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ پیش کر کے بیان کر دوں!۔ یہ مباحثہ ''نسخ، تحریف، الوھیتِ مسیح وتثلیث، اور محمد (ﷺ) کی رسالت، اور قرآن کے برحق'' ہونے پر ہوگا۔ آج اس وقت کی نشست میں ''نسخ'' کے مسئلہ پر مباحثہ ہوگا پھر باقی موضوعات پر بعد میں مباحثہ کیا جائے گا۔ اس طور پر سب سے پہلے چاروں مسائل پر ''شیخ رحمت اللہ'' سوالات واعتراضات پیش کریں گے اور بندہ ان کے جوابات دے گا۔ اخیر کے دو مسئلوں (نبوتِ محمدی (ﷺ) اور حقیقتِ قرآن) پر بندہ اپنے سوالات پیش کرے گا اور اعتراض کرے گا اور فاضل محترم مولانا رحمت اللہ ان کے جوابات دیں گے۔ یہ باتیں کہہ کر ''پادری فنڈر'' اپنی نشست پر بیٹھ گئے اور پھر مناظرہ کا آغاز ہوا۔

مباحثہ ''مسئلہ نسخ''

تنقیح دعویٰ: ''پادری فنڈر'': کا دعویٰ تھا کہ کلام الٰہی میں ''نسخ'' ممتنع اور محال ہے۔ کوئی کتابِ الٰہی دوسری کتابِ الٰہی کے لئے ناسخ نہیں۔

جبکہ اہل اسلام ومسلمان: ایک محدود معنی میں ''نسخ'' کے قائل ہیں۔ اسی لئے ''مذہبِ عیسوی'' کو اب قابل عمل تسلیم نہیں کرتے۔ تو اب شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ: کو ثابت کرنا تھا کہ ''نسخ'' ممتنع نہیں ممکن ہے بلکہ ''نسخ'' کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ خانیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی خانیوال میں دوروزہ دورہ پر تشریف لائے۔ جہاں ۴؍جولائی ۲۰۲۲ء کو پرانا خانیوال کی قدیمی جامع مسجد رحمانیہ میں بعد نماز مغرب زیر صدارت مولانا محمد عبداللہ اور زیرنگرانی مولانا عبدالستار گورمانی جلسہ ختم نبوت کے شرکاء سے خطاب کیا۔ ۵؍جولائی بعد نماز فجر جامع مسجد المینار میں اور بعد از عصر جامع مسجد قمر الدین لاہور روڈ میں درس ارشاد فرمایا۔ (محمد آصف خان)

تحفظ ختم نبوت کورس خوشاب سٹی بذریعہ پروجیکٹر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب کے زیر اہتمام مورخہ ۳۱، جولائی و یکم اگست ۲۰۲۲ء بعد از نماز مغرب جامع مسجد عمرؓ دفتر ختم نبوت خوشاب میں زیر نگرانی ملک مظہر الحق دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا۔ جس میں مولانا فضل الرحمٰن منگلا مبلغ شیخوپورہ، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب نے تفصیلی لیکچرز دیئے۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کورس کے اختتام پر مجلس کا لٹریچر بھی فری تقسیم کیا گیا۔

امام القراء حضرت مولانا قاری محمد علی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

حافظ حسن خلیل مدنی

۵ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ، مطابق ۵ جولائی ۲۰۲۲ء کو حضرت مولانا قاری محمد علی مدنیؒ نور اللہ مرقدہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا سائیں قاری محمد علی مدنی صاحب نور اللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت تحصیل خیر پور میں دریاءِ سندھ کے ساحل پر واقع پُھلّو نامی ایک چھوٹے سے گاؤں میں ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔

مولانا سائیں قاری مدنی صاحب نور اللہ مرقدہ ایک سال کے تھے تو آنکھوں کی بینائی اللہ تعالیٰ نے واپس لے لی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقے سے حاصل کی، بچپن سے ہی آپ کے سینے میں مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کرنے کی تڑپ تھی۔ کچھ سالوں کے بعد بالآخر آپ کا مدینہ منورہ جانے کا خواب مکمل ہوا، ۱۹۵۲ء میں ۱۳ سال کی عمر میں آپ نے مدینہ منورہ کی طرف پیدل سفر کا آغاز کیا، اس سفر کے دوران بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، کبھی قافلہ ملتا تو کبھی تنِ تنہا، کبھی جنگلات و پہاڑ تو کبھی صحرا بیابان، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے یہ مشکل سفر ۱۰ ماہ میں مکمل ہوا۔

آپ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں کچھ ایام گذارنے کے بعد باب السلام کے بالکل متصل قائم مدرسہ تحفیظ القرآن میں المقری السّید عباس انعام بخاریؒ کے پاس علم تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں روزہ اقدس کے سائے تلے استاذ الاساتذہ فضیلۃ الشیخ حسن بن ابراہیم الشاعرؒ کے پاس قرأت عشرہ کا علم حاصل کیا، آپ نے علم قرأت عشرہ کے ساتھ ساتھ علم الاوقاف، علم رسم الخط، علم النحو اور حدیث و تفسیر کے علوم کی تکمیل فرمائی۔ آپ کی علماء دیوبند سے رفاقت مدینہ منورہ میں ہی آپ کے استاد فضیلۃ الشیخ المقرء السّید عباس انعام بخاریؒ کے توسط سے ہوئی، علماء دیوبند میں سے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ، محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ، شیخ المنطق والفلسفہ مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ (دیوبند)، مفتی اعظم مولانا محمد شفیع عثمانیؒ، و دیگر اکابرین سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

فراغت کے بعد آپ نے وہیں الحرم النبوی ﷺ میں پڑھانا شروع کیا جہاں آپ کے پاس سعودی عرب کے مقامی لوگوں کے ساتھ ساتھ پاکستان، مصر اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والوں نے تعلیم

حاصل کی۔ ایام حج کے موقع میں ہندوستان اور پاکستان سے آئے ہوئے علماء آپ کے پاس تعلیم حاصل کرتے تھے، جن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزق اسکندرؒ و دیگر شامل ہیں، دو سال وہاں پڑھانے کے بعد ظاہراً اپنے استاد کے حکم سے پاکستان تشریف لائے، پاکستان تشریف لانے کے بعد شکار پور سندھ میں واقع مدرسہ عربیہ اشرفیہ میں ۶ سال پڑھایا، اس کے بعد ۱۹۷ء میں شکار پور میں ہی دار القرأت کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔

جب طلباء کی تعداد زیادہ بڑھ گئی، اور مدرسہ دار القرأت کی تعمیرات نا کافی ہوگئی تو آپ کو ایک وسیع مدرسہ قائم کرنے کا خیال آیا، اس لئے آپ نے ۲۰۰۳ میں شکار پور میں ہی ایک عالی شان مدرسہ تعمیر کروایا، جس کا سنگ بنیاد بدست قائد جمعیت (حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ) رکھا گیا، اور اس مدرسہ کا نام جامعہ مدنیہ تجویز کیا گیا۔ آپ کے پاس پاکستان سمیت مختلف ممالک سے ہزاروں طلباء علوم قرآن سے فیض یاب ہوئے، جن میں ابوالخلیل امیر الدین انورؒ، ابومحمد عبدالمالک سلطان محمود (مکہ مکرمہ)، قاری محمد عالم عباسیؒ، قاری بشیر احمد نور محمد (مدینہ منورہ) قاری اللہ بخش محمد (مدینہ منورہ) قاری عبدالمجید لاکھوؒ (جدہ) قاری بشیر احمد سلطانؒ، قاری غلام رسول، قاری گل محمد ملک، قاری شمس الدین عباسیؒ، قاری نذیر احمد مالکی، قاری ولی محمد عالمانی، قاری عبدالرحمٰن، قاری جاوید احمد، ودیگر شامل ہیں۔

پاکستان تشریف لانے کے بعد آپ نے دو مرتبہ پاکستان چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا مصمم ارادہ فرمایا اور اپنی طرف سے انتظامات مکمل کر لئے، لیکن روانگی سے کچھ ایام پہلے اچانک صبح کو اٹھتے ہی اپنا ارادہ ترک کرنا ظاہر فرمایا۔ آپ نے بڑے اصرار کے بعد بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ پاکستان میں رہ کر ہی اپنی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے مسلسل ۶۰ سال امت کی بے لوث اور بے نظیر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۶۶ء میں دو روزہ ختم نبوت کانفرنس باغ لیکدر ضلع شکار پور میں ہوئی تھی۔ کانفرنس میں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا محمد لقمان علی پوری ایسے حضرات نے شرکت کی، اس کانفرنس کی نگرانی سائیں قاری محمد علی مدنیؒ نے کی تھی۔

آپ جسمانی صفتوں کے اعتبار سے اچھے درمیانہ قد کے تھے، پیشانی چوڑی، گندمی رنگ، اور ہنس مکھ چہرے کے مالک تھے، فطرۃً قوی اور باوقار تھے۔

آپ کا نکاح اپنی چچا کی بیٹی سے ہوا، جن سے دو بیٹے قاری مجیب الرحمٰن مدنی، قاری الطاف الرحمٰن مدنی اور ایک بیٹی ہوئیں۔ ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ کے جانشین مولانا قاری مجیب الرحمٰن مدنی کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی، اور آپ کی تدفین آپ کی درسگاہ جامعہ مدنیہ شکار پور میں عمل میں آئی۔

حضرت حافظ محمد نواز کہروڑی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

قاری مختار احمد

حافظ صاحب کے والد صاحب کا نام نور محمد تھا انہوں نے بس قرآن مجید ناظرہ پڑھا ہوا تھا۔ حافظ محمد نواز بکوشاہ کہروڑپکا میں ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ شناختی کارڈ میں ان کی تاریخ پیدائش ۱۹۴۴ء لکھی ہوئی ہے۔ حافظ صاحب نے بتایا وہ غلط ہے۔ رواج کے مطابق گھر میں ہی قاری حق نواز کے پاس قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ پھر سکول تین کلاسیں پڑھیں۔ پھر سکول چھوڑ کر حفظ شروع کیا اپنے علاقہ میں حافظ غلام محمد صاحب کے پاس گیارہ پارے حفظ کئے، پھر کہروڑپکا میں قاری امیر الدینؒ کے پاس حفظ مکمل کیا اور مدرسہ اسلامیہ بورے والا میں حافظ رحمت علی صاحب کے پاس گردان کی۔

فارسی کی کچھ کتابیں مدرسہ تعلیم القرآن تخت محل اسٹیشن بہاولنگر میں مولانا عبدالخالق کے پاس پڑھیں اور فارسی کی چند کتب جامع مسجد تقوی ملتان میں مولانا غلام فرید کے پاس پڑھیں بس یہی ان کا تعلیمی سرمایہ ہے۔ پھر شادی ہوگئی اور ۱۹۶۵ء سے پہلے ہی تعلیم موقوف ہوگئی اور تدریس شروع کردی۔

تین سال تخت محل بہاول نگر پڑھایا، چھ سال اپنے استاد قاری امیر الدین کے پاس کہروڑپکا تدریس کی بستی جند پیر کہروڑپکا میں چودہ سال پڑھایا، دو سال مدرسہ اسلامیہ بورے والا پڑھایا، دو سال مسجد تقوی ملتان میں اور تین سال مدرسہ انوار القرآن میاں چنوں تدریس کی اور پھر تدریس ترک کر کے تنظیم اہل سنت میں شمولیت اختیار کرلی۔ تحفظ ختم نبوت سمیت دینی تحریکوں میں کردار ادا کیا۔

غالباً ۲۰۱۸ء میں ان کی اہلیہ وفات پاگئیں، اٹھارہ بچوں میں سے آٹھ حیات ہیں، ایک بیٹا علی معاویہ عالم ہے، ایک نواسہ ابوبکر درجہ موقوف علیہ (مشکوۃ شریف) میں ہے، بتا رہے تھے کہ اسی سال عمر ہوگئی ہے۔ نظر ٹھیک ہے عینک بھی نہیں لگاتا آپریشن بھی نہیں کرایا حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے یا اللہ یا نور گیارہ دفعہ پڑھ کر انگوٹھا آنکھوں پر پھیر دینے کا فرمایا تھا ۳۵ سال سے وہی وظیفہ چل رہا ہے۔

۲۱ جولائی ۲۰۲۲ء بروز جمعرات وفات پائی، اگلے دن بروز جمعۃ المبارک شام ۵ بجے شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ کی اقتداء میں ہزاروں علماء، حفاظ اور صالحین نے نماز جنازہ ادا کی اور اس سراپا محبت شخصیت کو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

احتساب قادیانیت ترتیب جدید جلد نمبر دس کا مقدمہ

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

حضرت مولانا انوار اللہ خان کی کتاب افادۃ الافہام

یاران طریقت جانتے ہیں کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب کے رد قادیانیت پر رسائل کو ۱۹۸۹ء میں پہلی بار ''احتساب قادیانیت'' جلد اول کے نام پر جمع کیا گیا۔ اس کے بعد جو سلسلہ شروع ہوا حق تعالیٰ شانہ کی رحمت، فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی ساٹھ جلدیں شائع ہوئیں۔ پھر اسی سلسلہ کو محاسبہ قادیانیت کے نام سے شروع کیا گیا۔ اس کی بیس جلدیں مکمل ہوئیں۔ مزید کام جاری ہے۔ احتساب قادیانیت ومحاسبہ قادیانیت کی اسی (۸۰) جلدوں کی ۳۲ سالوں میں اشاعت محض فضل ایزدی ہے۔ گزشتہ سال ۲۰۲۱ء سے حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری مدظلہم نے مرکز التراث الاسلامی دیوبند کے تحت ''احتساب قادیانیت ترتیب جدید'' کے نام سے انہیں احتساب ومحاسبہ قادیانیت کو جدید ترتیب پر پہلے سے زیادہ انفع واکمل طور پر شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ترتیب اول میں ترتیب زمانی کا بالکل خیال نہ رکھا گیا۔ انہوں نے بڑی حد تک ترتیب زمانی کا لحاظ رکھ کر کام کا آغاز کیا۔ رحمت حق کا ابر کرم ان پر ایسا سایہ فگن ہوا کہ اب ان کی ترتیب جدید سے احتساب قادیانیت کی دسویں جلد پریس جا چکی ہے۔

احتساب قادیانیت ترتیب جدید جلد دس میں انہوں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادی کی کتاب ''افادۃ الافہام'' کو جدید طرز پر شامل اشاعت کیا ہے۔ یہ کتاب ملعون قادیان کی زندگی میں اس کی کتاب ازالہ اوہام کے جواب میں لکھی تھی۔ جو ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی۔ ایک سو چار سال بعد ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۰۰۸ء میں اسے احتساب قادیانیت ج ۲۱ میں شائع کیا گیا۔ پھر ۲۰۱۵ء میں جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن سے اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ تراث الاسلامی دیوبند سے اس کا چوتھا ایڈیشن ۲۰۲۲ء میں احتساب قادیانیت ترتیب جدید جلد دس میں مولانا محمد شاہ عالم گورکھپوری کی تحقیق وتخریج سے شائع ہو رہا ہے۔ جو پہلے تینوں ایڈیشنوں سے جامع، کامل ومکمل ہے۔ جو خوبیوں کا مرقع اور خوبصورتی کا نمونہ ہے۔ مولانا موصوف نے اس جدید اشاعت کے لئے اس کتاب کے تعارف پر جو مقدمہ تحریر فرمایا ہے ذیل میں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد!

اللہ رب العزت کی توفیق سے احتساب قادیانیت ترتیب جدید کی دسویں جلد پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے جس میں حضرت مولانا محمد انوار اللہ ابن مولانا ابو محمد شجاع الدین فاروقی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات شامل اشاعت کی جارہی ہیں۔ آپ کی پیدائش ۴ ربیع الثانی ۱۲۶۴ھ

مطابق ۱۰ر مارچ ۱۸۴۸ء میں بمقام قندھار، ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر) اور وفات ۳۰ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۳ر مارچ ۱۹۱۷ء حیدرآباد میں ہوئی اور اپنے ہی قائم کردہ ادارہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے صحن میں آسودۂ خواب ہیں۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ نظام دکن میر محبوب علی اور میر عثمان علی دنوں کے قابل قدر استاذ رہے ہیں، میر محبوب علی نے آپ کو ''خان بہادر'' کا اور میر عثمان علی نے ''فضیلت جنگ'' کا خطاب دیا تھا۔ آپ کا مختصر سوانحی خاکہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے قلم گہربار سے ''تعارف'' کے عنوان سے آگے آرہا ہے۔

یہ کتابیں ایک بار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے شائع ہوچکی ہیں، بندۂ ناچیز نے اسی کتابت کو حاصل کر کے ترتیب جدید میں نقل مطابق اصل رکھنے کی پوری پوری کوشش کی ہے، اسی لئے ٹائٹل پیج کو بھی نقل مطابق اصل باقی رکھا گیا ہے۔ جلد کے اخیر میں اس مجموعہ میں شامل کتب کے طباعت اولیٰ کے ٹائٹل پیج بھی شائع کردیے گئے ہیں تاکہ وہ بھی محفوظ ہوجائیں اور جدید ترتیب کا اپنے نقش کہن سے رشتہ نہ ٹوٹے۔ بقیہ کتابت وتصحیح، علامات ترقیم، سیٹنگ اور حوالوں کی مراجعت وتجدید، ہجری وعیسوی تاریخوں میں تطبیق وغیرہ میں بھی خوب سے خوب تر بنانے کی بساط بھر کوشش کی گئی ہے، جس کو قارئین؛ دوران مطالعہ ان شاء اللہ از خود محسوس کریں گے۔ جدید حوالوں کو بین القوسین رکھا گیا ہے جس میں خزائن سے مراد مرزائیوں کا تازہ سیٹ مطبوعہ ۱۹۸۵ء ہے اور محفوظات مرکز التراث الاسلامی دیوبند میں TKN سے مراد کتب تحفظ ختم نبوت کے نمبرات اور Q- سے مراد اخبارات وکتب قادیانیت ہیں جن کی اصل کاپی ہمارے پاس محفوظ ہے۔

۲۰۱۵ء میں جب جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے اس کا نیا ایڈیشن شائع کیا تو اس میں ایک مفید کام یہ کیا کہ مضامین کی مناسبت سے عنوانات شامل اشاعت کردیئے، جس سے مضامین کی افادیت نکھر کر سامنے آئی، راقم سطور نے ان عنوانات کو بھی شامل اشاعت رکھا ہے۔ تاہم ابھی مزید اس زاویے سے محنت کی ضرورت کا اعتراف بندے کو ہے، خدا کرے کہ ایک بار پھر اس خدمت کی توفیق ملے اور میں اس کا حق ادا کرسکوں۔

اللّٰھم وفقنا لما تُحبُّ و تَرضیٰ و اجعَلُ آخرتَنا خیراً من الاولیٰ. آمین!

حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ کی اس جلد میں شامل تصنیفات کی قدر واہمیت ماہرین فن کے درمیان شروع سے ہی مشہور ومسلم ہے۔ جابجا اکابر علمائے دیوبند نے اپنی تصنیفات میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت مولاناؒ دارالعلوم دیوبند کے نہایت مداحوں اور بہی خواہوں میں سے تھے۔ اس موقع سے بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں حضرت مولانا عبدالعزیزؒ سرپاپیٹ سابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کا ذکر نہ کروں کہ موصوف سے ۲۰۰۶ء میں جب راقم سطور نے حضرت مولانا انوار اللہ فاروقیؒ کی اس کتاب کا ذکر کیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ اگر کسی طرح سے یہ کتاب منظر عام پر آجائے تو بڑا مفید کام ہوگا کیوں کہ حضرت

مرحوم کا دارالعلوم دیوبند سے نہایت مخلصانہ اور قلبی لگاؤ تھا۔ چنانچہ جب راقم سطور نے نئے سرے سے کمپوزنگ وغیرہ کی ذمہ داری قبول کی تو مصارف کی کفالت کے لئے مولانا عبدالعزیزؒ نے جناب حافظ پیر شبیر احمد صدر جمعیۃ علماء حیدرآباد سے بات کی۔ بحمداللہ راقم نے چند مہینوں میں کتاب کو طباعت کے قابل بنادیا لیکن جب مسئلہ طباعت کا درپیش ہوا تو اس کی کفالت کا کوئی نظم نہ ہوسکا اور کام ادھورا رہ گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جب اس کا تذکرہ مفتی سید صدیق احمد مدظلہ ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم نلگنڈہ اور جناب حافظ ابراراحمد مدظلہ حیدرآبادی سے کیا تو ہمارے ان دونوں بہی خواہوں نے بلاتاخیر اس کی طباعت کا فیصلہ فرمالیا لیکن کچھ تساہلی اور کچھ مصروفیات کا ایسا ملا جلا اثر رہا کہ وقت گذرتا گیا اور کتاب زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے مطبوعہ نسخہ مل گیا جس سے اطمینان ہوگیا کہ اب یہ کتاب ان شاءاللہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے گی اور اپنی جانب سے طباعت کا ارادہ ملتوی کردیا۔ عالمی مجلس سے حاصل کردہ کتاب کا ایک نسخہ راقم سطور نے جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے سابق مہتمم کتب خانہ جناب مولانا فصیح الدین نظامی کو دیا تو موصوف نے بیحد خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ یادگیر (کرناٹک) میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر منعقدہ ایک اجلاس عام میں اس پر اظہار تشکر بھی فرمایا جس میں ہم دونوں شریک اسٹیج تھے۔

اب جب کہ احتساب قادیانیت ترتیب جدید کا کام شروع ہوا تو راقم سطور نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے مشورے سے طے کیا کہ دسویں جلد میں اس کو شامل اشاعت کیا جائے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ نئی ترتیب میں اس کو جلد ۶ میں شامل کیا جاتا: تاکہ ترتیب زمانی وشخصی دونوں کی کچھ مناسبت باقی رہتی۔ کیوں کہ سرخیل علمائے دیوبند حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے اجلّ خلفاء میں سے حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقیؒ بھی ہیں یعنی اکابر علمائے دیوبند کے پیر بھائی ہیں اور حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے پہلے کے ہیں، نیز کتاب افادۃ الافہام کی تصنیف بھی مولانا مونگیریؒ کے منظر عام پر آنے سے پہلے کی ہے لیکن اُس وقت تک کتاب پر نظر ثانی وغیرہ کا کام نہ ہوسکا تھا اس لئے حضرت مونگیریؒ کی کتابیں وقت پر شائع ہوتی چلی گئیں؛ خیر اب بھی ترتیب میں کچھ زیادہ فاصلہ نہیں۔ الخیر فی ما وقع. اللہ تعالیٰ سے امیدو آرزو ہے کہ اس کو شرف قبولیت سے نوازے اور حضرت فاروقیؒ کے اس علمی ورثہ سے ہم سب کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے، اور گم گشتہ راہ قادیانیوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا انواراللہ فاروقیؒ کا دارالعلوم دیوبند سے ربط

ریاست دکن کے فرمانروا، نظام دکن جناب نواب میر محبوب علی خاں کا جو گہرا ربط دارالعلوم دیوبند سے رہا وہ تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ عارف باللہ مولانا محمد انواراللہ فاروقی حنفی چشتی علیہ الرحمۃ، نظام دکن

(میر محبوب علی خاں اور ان کے فرزند میر عثمان علی خاں) کے استاذ اور ناظم مذہبی امور تھے، حضرت موصوف کے دینی کارہائے نمایاں کے پیش نظر آپ کے حلقۂ اثر میں آج بھی آپ کو ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی دینی تربیت ہی کا اثر کہا جائے گا کہ تقریباً تمام ہی ہندوستانی مدارس اسلامیہ اور علمائے اسلام سے نظام دکن کے نہایت مخلصانہ اور فیاضانہ تعلقات تھے۔ اور اس ربط باہمی نے دینی وعلمی خدمات کی ایک بے بدل اور ایسی لازوال تاریخ رقم کی ہے جس کے فوائد وثمرات آج تک شہر حیدرآباد اور اس کے مضافات میں محسوس کئے جاتے ہیں۔

اس موقع سے تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس واقعہ کا ذکر کردینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں جب نظام دکن (فرمانروا دکن) میر محبوب علی خاں صاحب دہلی دربار (لارڈ کرزن وائسرائے حکومت برطانیہ) میں آئے تو باوجود اس کے کہ حالت سفر میں تھے اور ریاستی اصولوں کے بھی خلاف تھا کہ حالت سفر میں کوئی بڑا حکم صادر کیا جائے؛ پھر بھی اپنے خصوصی حکم سے دارالعلوم دیوبند کے تعاون میں خاطر خواہ اضافہ فرمایا۔ اس کے شکریہ میں دارالعلوم دیوبند سے جو شکریہ نامہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا اس میں ''تذکرہ عطیات جدید وشکریہ ارباب خیر'' کے عنوان سے دوصفحات میں نظام دکن کا ذکر خیر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں پوری تاریخ لکھنا مقصود نہیں؛ صرف شکریہ نامے میں مسطور تاریخ سے آپ کو روشناس کرنا مقصد ہے کہ جس سے نظام دکن کا دارالعلوم سے قلبی لگاؤ کا اندازہ ہوتا ہے:

''اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ نے دربار دہلی کے موقع پر مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے ماہوار چندہ میں پچیس روپے ماہوار کا اضافہ فرمایا۔ ریاست آصفیہ سے مدرسہ ہذا میں مبلغ یک صد روپیہ (۱۰۰) ماہوار آتے تھے، اس اضافہ کے بعد ماہ جنوری ۱۹۰۳ء سے ایک سو پچیس روپے ماہوار مقرر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام دکن خلدہ اللہ ملکہ کی فیاضی صرف ملک دکن تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے اکثر حصص آپ کے فیض سے مالامال ہیں۔ بڑی بڑی دینی ودنیوی درسگاہوں کے آپ سرپرست ہیں۔ مدرسہ دیوبند کے سرپرستوں کی فہرست میں بھی سب سے اوّل اعلیٰ حضرت حضور بندگان عالی ہی کا نام نامی درج ہے۔ حق تعالیٰ دولت آصفیہ کو بایں جاہ وجلال قائم ودائم رکھے اور اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام دکن کے وجود باجود کو تادیر رعایائے دکن وعام اہل اسلام ہندوستان پر سایہ افگن فرمائے۔ آمین!

مہتمم مدرسہ کی طرف سے جو تحریر اس عطیہ جدید کے شکریہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی، اس میں ایک قصیدہ مشتمل بر چند اشعار فارسی بھی تھا جس کی نسبت ہم کو خاص تحریرات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ عالیجناب مدار المہام صاحب بہادر سرکار عالی (پیش

کارسرکشن پرشاداس وقت کے وزیراعظم) کو وہ اشعار نہایت مطبوع خاطر ہوئے اور جناب ممدوح نے ہم دعاگویان ریاست کی قدر افزائی فرما کر اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے حضور میں ان کو پیش فرمایا، جزاھم اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء و ارقاہ الی درجة المنتھی ۔چونکہ خدام مدرسہ ان اشعار کو طبع کرا کر مشتہر کردینے میں ادائے شکریہ بھی سمجھتے ہیں، لہٰذا ان کا نقل کرنا اس موقع پر مناسب وضروری سمجھا گیا۔

بیابدر گہہ شاہ دکن امانِ انام — پناہ می طلبی گر زگردش ایام
مربی علماء ہست حامی اسلام — محیط فضل وکرم آفتاب جاہ وجلال
عروج یافتہ شد مرجع خواص و عوام — شہے کہ مدرسۂ دیوبند از کرمش
کہ یافت زو علماء عظام فیض تمام — سرِ مدارس بغداد شد نظامیہ
بنامِ نامی فخر کرام شاہِ نظام — امید ہست کہ این مدرسہ شود مثلش
تبارک اسمک یا ذاالجلال والاکرام — الٰہی سلطنتش دائما سلامت باد

خدام مدرسہ اسلامیہ دیوبند کو اس عطیہ جدید کی دو وجہ سے خاص خوشی ومسرت ہورہی ہے۔اول یہ کہ ایسی حالت سفر میں جب کہ کثرت مشاغل کی وجہ سے مستقل طور پر کسی منصب یا عطیہ مقرر کرنے کی طرف توجہ ہونا دشوار تھا اور نیز ان قواعد کے لحاظ سے جو مناصب کے تقرر میں ملحوظ رکھے جانے ضرور ہیں فی الحقیقت اضافہ یا تقرر جدید نہایت مشکل تھا لیکن با ایں ہمہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی نظام دکن دام ملکہ نے مدرسہ کو ایسے موقع میں بھی فراموش نہ فرمایا۔اور غالباً یہ مدرسہ دیوبند ہی کی خصوصیت ہے کہ دربار کے موقع میں اُس کے لئے ایک دوامی امداد منظور فرمائی گئی ہے۔

دوم یہ کہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے خاص اپنے مبارک حکم سے یہ اضافہ منظور فرمایا ہے اور یہ سب علامتیں اس امر کی شاہد ہیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت بندگان عالی ومتعالی دَامَ بقاءہ صحّتہ کو ہمارے مدرسہ اسلامیہ دیوبند کی طرف خاص توجہ والتفات مبذول ہورہا ہے، فلِلّٰہ الحمد.

خدام مدرسہ اسلامیہ دیوبند حسب ہدایت خداوند تعالیٰ شانہ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (یعنی اگر تم شکر گذاری کروگے تو تم کو اور زیادہ دیا جائے گا) بہمہ جہت ظاہری وباطنی اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام دکن دام صحتہ کا شکریہ ادا کر کے ان کی جان ومال واولاد اور اُن کی بقاء وازدیاد ریاست کے لئے دعا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حسب وعدۂ خداوندی اعلیٰ حضرت بندگان عالی دام بقاءہ بذریعہ خاص توجہ شاہانہ بہت جلد مدرسہ کی ضروریات کے موافق عطیہ شاہی مقرر فرماویں گے۔

(روداد مدرسہ دیوبند ص۴،۵۔ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء)

یہاں تو صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ عارف باللہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ نظام دکن کی نظر میں دار العلوم اور اکابر دار العلوم کی بڑی والہانہ ومخلصانہ قدر تھی۔ اورللہ فی اللہ خود آپ کے دل میں بھی اس دینی ادارے کی جو قدر تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ رجب ۱۳۲۷ھ مطابق یکم اگست ۱۹۰۹ء میں آپ نے اپنے ہمراہ چار نفری ایک مؤقر وفد کے ساتھ باضابطہ دیوبند کا سفر کیا اور اکابر دار العلوم دیوبند نے نہ صرف یہ کہ آپ کا والہانہ استقبال کیا بلکہ دار العلوم دیوبند میں تشریف آوری کے موقع سے آپنے اپنے دست مبارک سے جو مدرسہ کا معائنہ تحریر فرمایا اس کو دار العلوم دیو بند کی تاریخ کا ایک مثالی معائنہ قرار دیتے ہوئے، ارباب انتظام نے روداد دار العلوم میں ''حضرت مولانا مولوی انوار اللہ خان صاحب حیدر آبادی استاذ اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ'' کے عنوان سے نمایا ں طور پر شائع کیا ہے اور اس کے بعض جملوں پر تخصیص کی علامتی لکیر کھینچ کر قارئین روداد کو اس کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ اُن جملوں کو یہاں واوین کے درمیان کیا گیا ہے۔ ملاحظ فرمایئے نقل معائنہ:

معائنہ حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی صاحبؒ

''میں نے آج اس مدرسہ کو دیکھا۔ طریقہ تعلیم درست، اساتذہ اپنے فرائض منصبی میں نہایت مستعد، طلبہ نہایت جفاکش اور سرگرم تحصیل علوم ہیں۔ علاوہ تحصیل علوم کے غیر مذاہب کی تردید کی تعلیم بھی عمدہ اصول پر ہورہی ہے۔ قرآن مجید فن تجوید کی پابندی کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، جس کے سننے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ''غرض کہ تحصیل و تکمیل علوم کے جس قدر لوازم و ذرائع ہیں، بفضلہ تعالیٰ سب مہیا ہیں''۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کی پوری ترقی اور کامیابی کے لئے ''امداد مالی کی اشد ضرورت ہے''۔ حق تعالیٰ اہل اسلام کو توفیق عطا فرماوے کہ اس کی تائید کر کے مستحق اجر عظیم ہوں۔ فقط!

(دستخط بقلم خود) ۱۴رجب ۱۳۲۷ھ (مطابق یکم اگست ۱۹۰۹ء)

جناب مولانا موصوف کی معیت میں جناب مولوی حکیم محمود صاحب صمدانی، و جناب سرفراز الدین صاحب و جناب ابو احمد خواجہ غلام غوث صاحب و جناب محمد اکرم علی صاحب بھی تشریف فرمائے مدرسہ ہوئے۔ سب حضرات نے مولانا کی اس تحریر پر دستخط ثبت فرمائے۔

(مطبوعہ روداد سالانہ مدرسہ عربیہ دیوبند بابت ۱۳۲۷ھ ص ۲۱،۲۲)

فروعی اختلافات میں شرعی حدود کا لحاظ

اس موقع سے یہ عرض کر دینا بھی راقم سطور مناسب سمجھتا ہے کہ باوجود پیر بھائی ہونے کے اِن پیر بھائیوں کے مابین بعض مسائل میں جزوی اختلافات بھی تھے۔ اس مسئلے میں ایک تحریر حضرت مولانا اشرف

علی تھانوی علیہ الرحمۃ کی ملتی ہے جو مختصر لیکن نہایت محتاط اور قابل قدر تحریر ہے۔ حضرت تھانویؒ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''(نقل خط) استاذ الجلیل صاحب الفضیلۃ مولانا اشرف علی ادام اللہ اجلالہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ...... شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاذ حضور نظام دکن، کی سوانح حیات (مطلع الانوار مصنفہ علامہ مفتی محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ) بغرضِ اظہار رائے مرسل خدمت ہے۔ توقع ہے کہ جناب والا اپنی رائے زریں سے انجمن (طلبائے قدیم مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن) کو ایماء فرمائیں گے جو موجب تشکر وامتنان ہوگا۔ خاکسار: ابوالخیر (نظامیہ)

نوٹ: اس سوانح میں مشائخِ متاخرین کے بعض معمولات کی ترویج پر حضرت مرحوم کی مدح بھی کی گئی تھی۔

(جواب) از ناکارہ آوارہ اشرف علی عفی عنہ، بخدمت جامع الفضائل دامت الطافہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں اس لئے بفحوائے:

مرا از زلف تو موئے بسندست ہوس را رہ مدہ بوئے بسندست

جستہ جستہ مطلع الانوار سے منور ہوا۔ حضرت مولانا میرے پیر بھائی بھی تھے اور بڑے بھائی تھے۔ بڑے ہونے کی حیثیت سے مجھ پر ادب لازم ہے اور بھائی ہونے کی حیثیت سے بے تکلفی کی بھی اجازت ہے۔ انہی دو حیثیتوں کو پیش نظر رکھ کر یہ رائے ظاہر کرتا ہوں جو کہ جامع ہے ادب وبے تکلفی کی کہ رسالہ قابل اسوۂ حسنہ بنانے کے ہے مگر اعمال ومسائل اختلافیہ کے حصہ کا اس اتخاذ اسوہ سے استثناء رائے کے درجے میں بعض کے لئے اور عمل کے درجے میں سب کے لئے اقرب الی الاحتیاط ہے اور عجب نہیں کہ اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی اس معروضہ پر مطلع ہوتے تو اگر مجھ کو ماٗجور بھی نہ خیال فرماتے تب بھی ماٗزور بھی نہ سمجھتے بلکہ معذور قرار دیتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اور حضرت کی تمام جماعت کے لئے دل سے اور خلوص سے دعا کرتا ہوں اللھم کن لھم وجعلھم لک اور اپنے لئے بھی اسی دعا کا طالب ہوں۔ ۵/رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ (۱۲دسمبر۱۹۳۴ء)

(اشرف السوانح حصہ سوم، مصنفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ ص۲۵۱و۲۵۲)

بہرکیف حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ کی کتابیں (۱) مفاتیح الاعلام، (۲) افادۃ الافہام حصہ اوّل (۳) افادۃ الافہام حصہ دوم (۴) انوار الحق، اپنے ٹائٹل پیج کے ساتھ اب منظر عام پر ہیں۔ ایک بار پھر ایک صدی کے بعد ان کتابوں کو نئے حوالوں سے مزین کر کے تروتازہ کر دیا گیا ہے۔ کمپیوٹر

کتابت میں تصحیح کی ہر ممکن کوشش کے بعد بھی کچھ غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لیکن مرزائی کتب کے تمام تر حوالہ جات بحمداللہ مرزائیوں کی جدید مطبوعات سے ملا کر درج کئے گئے ہیں۔

مفاتیح الاعلام میں مصنفؒ کے اشاریہ کو باقی رکھا گیا ہے کہ تا کہ کتاب کی قدامت متاثر نہ ہو البتہ حوالوں میں کتاب کا نام بھی پورا درج کر دیا گیا تا کہ پڑھنے والوں کو ملانے کی الجھن نہ ہو۔ مثلاً ع سے مراد عصائے موسیٰ ہے تو (ع۔عصائے موسیٰ) کے طریقہ پر اور ص، ف سے مراد افادۃ الافہام ہے تو (ص۔ف۔افادۃ الافہام) لکھا گیا ہے۔ البتہ احتساب قادیانیت ترتیب جدید جلد ہٰذا کے صفحات کا اندراج نہ کر کے مفاتیح الاعلام میں جن صفحات کو مصنفؒ نے طے کر رکھا ہے وہی باقی رکھے گئے ہیں۔ کیوں کہ ان کی تبدیلی سے راقم کو کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا ہے۔ نیز اس جدید ترتیب و کتابت میں صفحات تبدیل ہو چکے ہیں اور مصنفؒ نے فہرست سازی میں کہیں مفہوم ملحوظ رکھا ہے اور کہیں کئی کئی صفحات کا خلاصہ سامنے رکھ کر فہرست سازی اس طرح فرمائی ہے کہ پڑھنے والے کو کوئی تشنگی باقی نہ رہے بلکہ نفس مفہوم ذہن میں جلد اتر جاتا ہے۔ اب اس صورت میں اگر صفحات ترتیب جدید کے طے کئے جائیں تو ممکن ہے کہ مصنفؒ کے مفہوم و مراد کی تعیین میں فرق آ جائے اس لئے قدیم صفحات پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔ ہاں! مرزائی کتب کے حوالے تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ اور یہ تمام حوالے مرکز التراث الاسلامی دیوبند میں محفوظ ہیں۔

اس جلد کی تصحیح و ترتیب میں تعاون پر مولانا شہباز اختر سیوانی، مفتی سعید اکبر صاحب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت نظام آباد و مولانا عمادالدین صاحب ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت نظام آباد، مولانا محمد انصار اللہ صاحب مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ آندھرا و تلنگانہ اور ماسٹر محمد احمد صاحب، و مولوی محمد مبشر صاحب دیوبندی، کارکنان مرکز التراث الاسلامی دیوبند کے ہم شکر گذار ہیں کہ اپنا قیمتی وقت دے کر ان احباب نے تیزی سے کام کو آگے بڑھایا، فجزاھم اللہ خیراً. باری تعالیٰ اِن خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

شاہ عالم گورکھپوری　...... ۲۹ رذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۰ جون ۲۰۲۲ء بروز جمعرات

تعارف

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

قارئین! لیجئے ''احتساب قادیانیت'' کی (ترتیب قدیم کی) اکیسویں جلد پیش خدمت ہے۔ یہ جلد حضرت مولانا انوار اللہ خان بہادر حیدر آبادیؒ کی کتب ردقادیانیت کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ نزہۃ الخواطر

نامی کتاب کئی جلدوں پر مشتمل حضرت مولانا سید عبدالحیؒ نے عربی میں تالیف کی تھی۔ جوسنین کی ترتیب سے پہلی صدی سے چودہ صدیوں تک برصغیر کے علماء کے جستہ جستہ حالات پر مشتمل ہے۔ اس کی بعض جلدوں کا اردو میں بھی ترجمہ ہوا۔ نزہۃ الخواطر کی آٹھویں جلد کا ترجمہ مولانا انوارالحق قاسمی نے کیا اور اس کا نام رکھا۔ ’’چودھویں صدی کے علماء برصغیر‘‘ اس میں مولانا انواراللہ خان بہادر فاروقیؒ حیدرآبادی ہمارے ممدوح کے حالات یہ درج ہیں۔

’’محترم فاضل علامہ انواراللہ بن شجاع الدین بن قاضی سراج الدین عمری حنفی حیدرآبادی، مشہور علماء میں سے تھے۔ ۴؍جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ قندھار میں پیدا ہوئے۔ جوارض دکن کے ناندیڑ علاقہ کی ایک بڑی آبادی تھی۔ اس بستی میں رہ کر قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے علاقہ کے اساتذہ کرام کے علاوہ شیخ عبدالحلیم انصاری لکھنویؒ سے درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر ان کے صاحبزادہ شیخ عبدالحیؒ لکھنویؒ سے حیدرآباد شہر میں تابع رہے۔ علم تفسیر شیخ عبداللہ یمنیؒ سے پڑھی اور تصوف وسلوک میں ان کے والد سے حصول سبق کے بعد اجازت حاصل کی اور دوسرے بہت سے علوم وفنون میں عالم بنے اور حکومت سے مشاہرہ حاصل کیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اس سے مستعفی ہوگئے۔ ۱۲۹۴ھ میں حج کو روانہ ہوگئے اور شیخ کبیر الحاج امداداللہ مہاجر مکیؒ سے ملاقات کی اور ان سے بیعت حاصل کی اور آخر میں اجازت حاصل کر لی۔ ۱۲۹۵ھ میں صاحب دکن کے خاص استاد بنائے گئے۔ جن کا نام محبوب علی خانؒ جو چھٹے نظام تھے۔ ۱۳۰۱ھ میں خان بہادر کا لقب دیا گیا تھا۔ دوسری مرتبہ حج مبارک ادا کیا اور ۱۳۰۵ھ میں تیسری بار حج ادا کیا۔ پھر مدینہ منورہ میں تین سال تک اقامت کی ۱۳۰۸ھ میں حیدرآباد واپس لوٹ آئے اور ولی عہد میر عثمان علی خانؒ کے معلم مقرر کئے گئے۔ صاحب دکن امیر محبوب علی خانؒ کا ۱۳۲۹ھ میں انتقال ہوا اور میر عثمان علی خانؒ ساتویں نظام بنائے گئے تو انہوں نے مولانا کو صدارت اور احتساب کا عہدہ بخشا اور یہ واقعہ ۱۳۳۰ھ کا ہے۔ ۱۳۳۲ھ میں وزارت اوقاف کا بھی عہدہ بخشا، اور ان کا لقب نواب فضیلت جنگ رکھا گیا۔ اس طرح انہیں بڑی وجاہت اور مسائل شرعیہ اور امور دینیہ میں پورا پورا اختیار مل گیا اور بہت سی اصلاحات قائم کیں جن سے اپنے ملک اور اس کے باشندوں کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ یہ اپنے زمانہ کے تمام عقلی اور نقلی علوم میں تنہا مالک بن گئے۔ بہت عبادت گذار اور ہمیشہ ہی پڑھانے اور ذکر واذکار اور کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف میں مشغول رہتے۔ بدعتوں اور خواہشمندوں کے بڑے سخت مخالف تھے۔ ۱۲۹۲ھ میں حیدرآباد شہر میں انہوں نے ایک نظامیہ مدرسہ کی بنیاد رکھی اور تالیف وتصنیف کے علم میں اشاعۃ العلوم کے نام سے ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی۔

آپ لانبے قد اور مونڈھوں اور سینوں کے چوڑے مضبوط اور قوی مردوں میں سے تھے۔ رنگ

کے سپید لیکن سرخی مائل۔ بڑی آنکھوں اور گھنی ڈاڑھی والے، اپنے کھانے اور لباس کے معاملہ میں کم تکلف کرتے، آخر زندگی تک بدنی ریاضت میں پابندی کرنے والے تھے۔

اپنی آمدنی مال وتنخواہ کے بارے میں بہت پرہیزگار، بہت ہی بردبار اور تواضع کے مالک تھے۔ بیماروں کی عیادت کرتے اور جنازوں میں حاضر ہوتے۔ بہت ہی انعام ونیکی کرنے والے، نہ تو اپنا مال جمع رکھتے اور نہ ہی اس کا اہتمام کرتے، زبان کے بڑے پاکیزہ، بری اور خراب باتوں سے بہت دور تھے۔ فتوحات مکیہ کو مغرب سے نصف شب تک روزانہ پڑھا کرتے۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے بڑے معتقدین میں سے تھے۔ اپنی آخری زندگی میں علمی اشغال میں اپنی ساری رات گذارتے، نماز فجر کے بعد کافی دن چڑھے تک سوتے، نادر کتابوں کے جمع کرنے کے بڑے شوقین تھے۔

تصنیفات: (۱)...... افادۃ الافہام (دو جلد) (۲)...... کتاب العقل (۳)...... حقیقۃ الفقہ (دو جلد) (۴)...... انوار احمدی (۵)...... مقاصد اسلام۔ (۱۱ حصے) یہ تمام کتابیں اردو میں تھیں۔ اس کے علاوہ دوسری تالیفات تھیں۔ آپ کا انتقال ۱۳۳۶ھ جمادی الثانی میں ہوا۔ مدرسہ نظامیہ جس کی خود بنیاد رکھی تھی اس میں دفن کئے گئے۔'' (چودھویں صدی کے علماء برصغیر ص۱۴۲ تا ۱۴۴)

حضرت مولانا انوار اللہ خان بہادر حیدرآبادیؒ کی کتاب افادۃ الافہام دوضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ردقادیانیت پر ہے۔ مرزا قادیانی ملعون کی کتاب ازالہ اوہام کے جواب میں مرزا قادیانی کی زندگی میں یہ لکھی گئی۔

ہر چند کہ مولانا سید عبدالحئی صاحب نے نزہۃ الخواطر میں مصنف مرحوم کی کتاب ''انوار الحق'' کا تذکرہ نہیں کیا۔ لیکن یہ کتاب بھی مرزا قادیانی کے قادیانی مرید حسن علی کے مطبوعہ لیکچر کے جواب میں تحریر کی گئی۔ مرزا قادیانی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو فی النار والسقر ہوا۔ جب کہ افادۃ الافہام باردوم ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئی۔ آج سے اٹھارہ سال قبل ۱۹۹۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک کتاب ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت'' شائع کی تھی۔ اس میں کتاب افادۃ الافہام کا تعارف شائع کیا گیا تھا۔ جو یہ ہے۔

''نام کتاب...... افادۃ الافہام (۲ جلد)...... مصنف: مولانا محمد انوار اللہ خاں بہادر...... صفحات: ۷۳۷...... سن اشاعت: ۱۳۲۵ھ (اردو)

مرزا قادیانی کی ایک کتاب کا نام ازالہ اوہام ہے۔ لیکن حقیقت میں اوہام باطلہ کا بدترین مرقع وخزانہ ہے۔ امت محمدیہؐ کے متعدد حضرات نے اس کا جواب لکھا۔ قاضی سلیمان منصورپوریؒ نے غایۃ المرام

وتائید الاسلام، قاضی فضل احمدؒ نے کلمہ فضل رحمانی اور مولانا محمد انوار اللہ خانؒ نے افادۃ الافہام لکھی۔ افادۃ الافہام کی بڑے سائز کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد ۳۷۶ صفحات اور دوسری جلد ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ جلد دوم کے آخر میں سن تصنیف (مولانا مولوی مظفر الدین صاحب متخلص بہ معلیٰ کے) اس شعر سے لیا گیا ہے۔ جو جلد دوم کے آخیر میں مطبوع ہے:

اہل حق کو ہے مژدۂ جاں بخش　　قادیانی کا رد خوش اسلوب
ہے معلیٰ یہ اس کا سال طبع　　ہوئی تردید اہل باطل خوب

(۱۳۲۵ھ)

رد قادیانیت پر کام کرنے والے حضرات دونوں جلدوں کے صرف انڈکس ہی پڑھ لیں تو پھڑک اٹھیں گے کہ شاید ہی مرزائیت کا پھیلایا ہوا کوئی ایسا ''وہم'' ہو جس کا اس کتاب میں جواب موجود نہ ہو۔ مرزا قادیانی کے اوہام باطلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔ جگہ جگہ مرزا قادیانی کو اس کی اپنی تحریروں کی زنجیر میں جکڑا گیا ہے۔ تحریر میں کہیں تلخی نام کی کوئی چیز آپ کو نہ ملے گی۔ دلائل گرم، الفاظ نرم کا حسین وجمیل مرقع ہے۔ اللہ رب العزت کی کروڑوں رحمتیں ہوں مصنف مرحوم پر جنہوں نے مرزا قادیانی کو چاروں شانوں چت کیا ہے۔ مصنف موصوف صوبہ جات دکن کے مذہبی امور کے صدر الصدور (چیف جسٹس) جہاندیدہ عالم دین، دینی، دنیوی علوم کے حامل تھے۔ مرزا قادیانی کی تردید میں قدرت کا عطیہ تھے۔ کتاب کو لکھے ہوئے ایک صدی بیتنے کو ہے۔ اس کے بعد اس عنوان پر کئی کتابیں لکھی گئیں۔ مگر یہ حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔'' (قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت ص۸۰)

غرض احتساب قادیانیت کی اکیسویں جلد (جلد ہذا) میں مولانا انوار اللہ خان بہادر حیدر آبادیؒ کی یہ تین کتابیں شامل اشاعت ہیں۔

۱......افادۃ الافہام حصہ اول　　۲......افادۃ الافہام حصہ دوم　　۳......انوار الحق

اس کے علاوہ مفاتیح الاعلام بھی ایک کتاب ہے۔ یہ مستقل تصنیف نہیں بلکہ افادۃ الافہام کی فہرست کو جو پہلے ایڈیشن میں کتاب کے ساتھ شائع ہوئی علیحدہ مفاتیح الاعلام کے نام سے شائع کیا گیا۔ ہمارے پیش نظر چونکہ صرف نایاب کتابوں کو محفوظ کرنا ہے۔ فہرستوں کی ترتیب آنے والی نسلوں میں سے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے اس کے لئے یہ کام چھوڑ رکھا ہے۔ اس لئے مفاتیح الاعلام کو شامل نہیں کیا۔

برا ہو جہالت مآبی کا کہ بعض لوگوں نے ''ہدیہ عثمانیہ وصحیفہ انواریہ'' کو بھی مولانا انوار اللہ خانؒ بہادر کی تصانیف میں شامل کرلیا۔ حالانکہ یہ کتاب حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کی ہے جو احتساب قادیانیت میں

مولانا مونگیریؒ کے دیگر مجموعہ کتب کے ساتھ ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ افادۃ الافہام کی طبع دوم ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ اب طبع سوم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ میں ہو رہی ہے۔ ایک سو چار سال بعد اس کتاب کی اشاعت پر ہمارے دل کسی خوشی سے معمور ہوں گے اور اس پر ہمیں کس طرح اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہئے امید ہے کہ قارئین اس کا احساس فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین! (یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۰۸ء)

امریکا میں بچوں سے زیادتی، قادیانی جماعت کے سابق رہنما کو ساڑھے ۶ سال قید

کم سزا کے بدلے اقبال جرم کرنا چاہتا ہوں ملزم، عدالت نے استدعا منظور کرتے ہوئے سزا سنادی

ڈیلس (راجہ زاہد اختر خانزادہ نمائندہ جنگ) امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر ڈینٹن میں قادیانی جماعت کے سابق رہنما منیب الرحمٰن کو مختلف کاونٹیز میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے جرائم کے سلسلے میں ساڑھے چھ سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ منیب کو ڈینٹن کاؤنٹی کی جج شیری شپ مین کی عدالت میں پری ٹرائل کے لئے لایا گیا، جہاں ملزم نے عدالت سے استفسار کیا کہ وہ کم سزا کے بدلے اقبال جرم کرنا چاہتا ہے جس پر ریاست ٹیکساس کی عدالت کی جج نے کہا کہ اگر وہ جرم قبول کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی کریں۔ اس طرح مجرم نے رضامندی ظاہر کی جس پر عدالت نے اسے ساڑھے چھ سال قید کی سزا کا حکم سنا دیا۔ جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے متاثرہ نوجوان نے عدالت میں اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہر بچے کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے اپنے ساتھ زیادتی کرنے والے کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا فیصلہ کیا تھا۔ متاثرہ نوجوان کی والدہ نے بھی عدالت میں دیئے گئے بیان میں کہا کہ مجرم دو سال سے تاخیری حربے استعمال کر رہا تھا۔ لیکن آخرکار اسے وہی ملا جس کا وہ حق دار تھا۔ ملزم کو چھ الزامات کا سامنا تھا، جن میں ایک بچے کے ساتھ جنسی زیادتی کے تین الزامات اور جنسی چھیڑ چھاڑ کے ذریعے بچے کے ساتھ بے حیائی کے تین الزامات شامل تھے۔ یہ چارجز دو مختلف کاؤنٹیز ڈینٹن اور کولن میں درج ہیں۔ ہیر کاؤنٹی میں منیب الرحمٰن پر اسی نوعیت کے دو مزید الزامات کا سامنا ہے۔ یہ جرائم مارچ ۲۰۱۸ء اور مارچ ۲۰۲۰ء کے درمیان اس وقت کئے گئے جب مجرم قادیانی جماعت کی طرف سے شہر میں واقع ان کی عبادت گاہ میں ۱۵ برس تک کے عمر کے لڑکوں کی نگرانی کی ذمہ داری سرانجام دے رہا تھا۔ بعدازاں اسے ۱۱ مئی ۲۰۲۰ء کو گرفتار کیا گیا تھا، تاہم وہ ایک لاکھ ڈالر کے ضمانتی مچلکے جمع کرنے کے بعد ضمانت پر تھا۔ عدالت میں پیش نہ ہونے پر مجرم منیب الرحمٰن کی ضمانت منسوخ کر دی گئی تھی اور ضمانتی مچلکے ضبط کر کے انہیں مفرور قرار دے دیا گیا تھا۔ بعدازاں انہیں گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا۔ مجرم منیب الرحمٰن کا تعلق کینڈا سے ہے جب کہ اس کا پاسپورٹ پولیس کی تحویل میں ہے۔ (روزنامہ جنگ ملتان مؤرخہ ۹ر اگست ۲۰۲۲ء ص ۳)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۲؍مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طلبہ پشاور کے تفریحی سفر پر جا رہے تھے۔ جب چناب ایکسپریس ربوہ ریلوے اسٹیشن پر رکی تو قادیانیوں نے طلبہ میں قادیانی لٹریچر تقسیم کیا۔ طلبہ نے ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے جس سے ربوہ کے ایوان لرزہ براندام ہوگئے۔ چنانچہ طلبہ کی واپسی کا پروگرام معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ اسی ٹرین کے ذریعہ وہ ۲۹؍مئی کو واپس ہوں گے۔ سرگودھا، شاہین آباد، ربوہ کے اسٹیشن ماسٹر قادیانی تھے۔ انہوں نے طلبہ کی بوگی کو نشان زد کردیا۔ خدام الاحمدیہ چناب نگر (ربوہ) کے کچھ نوجوان سرگودھا، شاہین آباد، لالیاں سے ٹرین میں سوار ہوئے۔ جب ٹرین چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر رکی تو قادیانی نوجوانوں نے ہاکیوں، لاٹھیوں، ہنٹروں اور آہنی مکوں سے طلبہ پر حملہ کردیا اور انہیں مار مار کر ادھ موا کردیا۔ ٹرین میں تقریباً ڈیڑھ سو طلبہ تھے۔ کچھ راستے میں اپنے اپنے شہروں میں اتر گئے۔ سینکڑوں نوجوانوں نے ٹرین پر حملہ کیا۔ جس کی اطلاع مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کو دی گئی۔ مولانا نے ٹیلی فون کے ذریعے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں، تعلیمی اداروں کے سربراہوں، کاروباری انجمنوں کے صدور اور سیکرٹریوں کو اطلاع دی۔ چنانچہ آناً فاناً پورا شہر بند ہوگیا اور شہر کے تمام راستے ریلوے اسٹیشن کی طرف رواں دواں ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانان فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر جمع ہوگئے۔ جب ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی تو ہر طرف چیخ وپکار تھی۔ زخموں سے چور طلبہ کراہ رہے تھے۔ سرکاری وغیر سرکاری ہسپتالوں کے درجنوں ڈاکٹر ابتدائی طبی امداد کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ جو طلبہ معمولی زخمی تھے۔ ان کی مرہم پٹی کردی گئی اور جو زیادہ زخمی اور بے ہوش تھے انہیں اے، سی کوچ میں منتقل کیا گیا۔

مولانا تاج محمودؒ مقامی دینی قیادت کی معیت میں طلبہ کو تسلی دے رہے تھے کہ آپ کے ایک ایک قطرہ خون کا حساب لیا جائے گا۔ ٹرین روانہ ہوئی تو مولانا نے لاہور آغا شورش کشمیریؒ، ملتان مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور دوسرے شہروں میں جماعتی رفقاء اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کو فون کے ذریعہ سے حالات سے آگاہ کیا۔

۲۹؍مئی سے ۷؍ستمبر تک کے سو دن اسلامیان پاکستان کے لئے سو سال کے برابر ہیں۔ سانحہ ربوہ

کے بعد حالات نے نازک صورت اختیار کرلی۔ حکومت نے ۱۹۵۳ء کی طرح تحریک کو کچلنا چاہا۔ لیکن حضرت بنوریؒ کی بیدار مغز قیادت نے مظلوم بن کر حالات کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ ۳؍جون ۱۹۷۴ء راولپنڈی میں علماء کرام اور تمام مسالک کے نمائندگان کا مشترکہ اجلاس جسے ناکام بنانے کے لئے تین اہم مندوبین (مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف) کو راستہ میں گرفتار کرلیا گیا۔

۹؍جون کو حضرت بنوریؒ کی دعوت پر تمام مکاتب فکر کی بیس جماعتوں کا مشترکہ اجلاس شیرانوالہ لاہور میں ہوا۔ جس میں مجلس عمل بنائی گئی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ نے صدارت کے لئے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ (جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے) کا نام لیا جسے تمام مکاتب فکر نے متفقہ طور پر قبول کرلیا۔ اگرچہ یہ انتخاب عارضی تھا۔ اس اجلاس نے ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء کو مرزائی جارحیت کے خلاف ہڑتال کا اعلان کردیا۔ ۱۳؍جون وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹوؒ نے ۹۰ منٹ کی طویل تقریر کی۔ جس میں مرزائی مسئلہ سے متعلق ایک لفظ تک نہ کہا۔ وزیراعظم اس میں اپنی صفائی دیتے رہے۔

اس دوران وزیراعظم نے مجلس عمل کے عمائدین سے فرداً فرداً ملاقات کی۔ حضرت بنوریؒ نے بڑی جرأت مندی کے ساتھ اپنا مؤقف دوٹوک الفاظ میں بیان کیا۔ ۱۴؍جون کو ملک بھر میں بے نظیر ہڑتال ہوئی۔ ۱۴؍جون کو فیصل آباد میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت بنوریؒ کو مستقل صدارت کے لئے مجبور کردیا گیا۔ جسے آپ نے اپنے ضعف وعوارض کے باوجود قبول فرمالیا۔ چنانچہ حضرت بنوریؒ صدر اور بریلوی مکتب فکر کے علامہ محمود احمد رضوی کو جنرل سیکرٹری منتخب کرلیا گیا۔

حضرت بنوری کی قیادت میں مولانا مفتی محمود، علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ محمود احمد رضوی، آغا شورش کشمیری، سید مظفر علی شمسی، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری نے کراچی سے پشاور تک شب وروز دورے کئے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ:

۱...... قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

۳...... ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

یکم؍جولائی کو وزیراعظم نے قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرلیا اور قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اسے قادیانی مقدمہ سننے کا اختیار دے دیا گیا اور یہ بھی طے ہوا کہ کمیٹی کے لئے چالیس ارکان کا کورم ہوگا، جس میں تیس ارکان حزب اقتدار اور دس ارکان حزب اختلاف سے۔ اس کمیٹی کے سامنے پانچ قراردادیں

پیش کی گئیں۔ ۳۱؍جولائی کو وزیراعظم نے ژوب بلوچستان میں اعلان کیا کہ عنقریب فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو فیصلہ کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

مسلمانوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کا مؤقف (جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا) نامی کتاب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے حرفاً حرفاً پڑھی۔ قادیانی اور لاہوری گروپوں نے اپنے اپنے مؤقف سے متعلق کتابچے تقسیم کئے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک ۴۲ گھنٹے اور لاہوری گروپ کے صدرالدین پر دو دن تک سات گھنٹے جرح ہوئی۔

تحریک کی بنیادوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، افہام وتفہیم کی مختلف وادیاں طے کرنے کے بعد مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر قانون نے اعلان کیا: کہ قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لئے بھیجی جائیں۔ کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش کردہ قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں پر جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف)...... پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے:

(اوّل) دفعہ نمبر ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ نمبر ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیرمسلم کی تعریف کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب)...... مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵؍الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ نمبر ۲۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق (حضرت) محمد ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج)...... کہ متعلق قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(ر) پاکستان کے تمام شہریوں، خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، عزت، آزادی اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا اور ان سفارشات کی اساس (بنیاد) پر ذیل کا بل پیش ہوا۔

یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

یہ ایکٹ آئین ترمیم دوم ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲...... یہ کہ فی الفور نافذ ہوگا۔ آئین کی دفعہ نمبر۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد میں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ نمبر۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین ’’اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

۳...... آئین کے دفعہ نمبر۲۶۰ میں ترمیم

آئین کے دفعہ نمبر۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی۔ یعنی ’’(۳) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النّبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح کرتا ہے۔ وہ آئین وقانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں۔‘‘

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔ بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرتا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو (حضرت) محمد ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا۔ یا جو (حضرت) محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

معذرت خواہ ہیں

ماہنامہ لولاک کے گزشتہ شمارہ ماہ اگست کے ص ۳۵ سطر ۴ پر ’’تمغہ بسالت‘‘ کی بجائے غلطی سے ’’تمغہ رسالت‘‘ شائع ہوگیا ہے۔ اس غلطی پر معذرت خواہ ہیں۔ قارئین تصحیح فرمالیں: شکریہ۔ ادارہ!

پیر بخش کون ہے؟

بابو پیر بخش لاہور

جناب بابو پیر بخش (وفات: مئی ۱۹۲۷ء) اپنے زمانہ میں قادیانیت کے خلاف آیت من آیات اللہ تھے۔ آپ کی ہزاروں صفحات پر مشتمل ۲۳ کتابیں ردقادیانیت کی مجلس نے احتساب قادیانیت ومحاسبہ قادیانیت میں شائع کی ہیں۔ لاہوری مرزائیوں نے طنز کیا کہ پیر بخش کون ہے؟ آپ نے اس کا خود جواب لکھا جو آپ کے رسالہ ماہنامہ تائیدالاسلام لاہور کی اشاعت بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۸ء ص۱۴ تا ۱۸ میں شائع ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ!

مرزائی صاحبان اکثر مشہور کرتے ہیں کہ پیر بخش ایک معمولی اور جاہل آدمی ہے لیکن جب مسلمان کہتے ہیں کہ تحریر تو بڑی زبردست اور معقول ہوتی ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ لکھنے والے مولوی لوگ ہیں، پیر بخش نہیں۔ اس پر مسلمان کہتے ہیں کہ جب تم جانتے ہو کہ مولوی لکھتے ہیں اور اقرار کرتے ہو کہ اعتراض مولویوں کی طرف سے ہیں تو پھر جواب دینا ضروری ہے۔ کیوں کہ اگر آپ سچے ہیں تو اپنی صداقت پیش کریں۔ اس سے کیا بحث کہ معترض عالم ہے یا جاہل۔ دیکھنا یہ ہے کہ درست لکھتا ہے یا غلط لکھتا ہے، تو لاجواب ہوکر گالیوں پر اتر آتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ میں خود ہی بتادوں کہ پیر بخش کون ہے؟

۱...... یہ پیر بخش وہی ہے جس نے مرزا قادیانی کو حامی اسلام اور مناظر سمجھ کر جب کہ ان کو کوئی نہ جانتا تھا بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ، منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ ساکن کوچہ کندی گراں وغیرہ کے ساتھ ہوکر مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کی پیشگی قیمت وصول کرانے میں امداد کی تھی اور اس خیال سے کہ وہ اسلام کے خیر خواہ ہیں ان کا مداح رہا۔

۲...... ۱۸۷۹ء میں جب مرزا قادیانی کی بحث باوا نراین سنگھ وکیل کے ساتھ تھی اور سوال وجواب اخبار سفیر ہند امرتسر میں چھپتے تھے تب سے میں مرزا قادیانی کو جانتا ہوں۔ اس وقت میں پنجاب ڈیڈ لیٹر آفس میں ملازم تھا اور اتفاق سے اس دفتر میں جو ہندو بابو تھے وہ سوامی دیانند صاحب کے خاص چیلوں میں سے تھے اور مذہبی چھیڑ چھاڑ ان سے ہوتی رہتی تھی۔ جب مرزا قادیانی کا جواب برہان لمّی و انّی اصطلاحات منطق میں نکلا تو ہمارے دفتر کے آریوں نے ہنسی اڑائی کہ یہ کیسی لغو تحریر ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی اور بعض مسلمان بھی

شاکی ہوئے کہ یہ کیا لکھ دیا ہے۔ اس وقت اسی پیر بخش نے مرزا قادیانی کا مطلب صاف اور آسان لفظوں میں بیان کر کے مرزا قادیانی کی غائبانہ طرفداری کی تھی اور آریوں کو کہا تھا کہ تم کو علم نہیں۔ مرزا قادیانی کا کچھ قصور نہیں۔

۳...... ایک اخبار ''آریہ متر'' امرتسر سے نکلتا تھا اس میں ایک غیر فانی کے نام سے ثبوت تناسخ میں مضمون شائع ہوتے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے اسی اخبار ''آریہ متر'' میں اسی پیر بخش کے مضمون رد تناسخ میں عقلی وفلسفی دلائل سے نکلا کرتے تھے۔

۴...... لاہوری دروازہ کے باہر زبانی مباحثات لالہ جیون داس صاحب آریہ، لالہ رام کشن صاحب برہمو ولالہ راجی داس صاحب وغیرہ سے یہی پیر بخش کیا کرتا تھا۔ کسی دیہاتی ملّاں کا حوصلہ نہ ہوا کہ بحث کے واسطے کھڑا ہوتا۔

۵...... یہ پیر بخش وہی ہے جس نے انجمن حمایت اسلام لاہور کی بنیاد ڈالی۔ مختصر تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لاہوری دروازہ کے باہر جب میری بحث ہوتی تھی اور اسلام پاک اپنے مکمل اصولوں کے باعث غالب رہتا تھا اور سامعین کا بہت ہجوم ہوتا تھا جن میں عقلی ونقلی دلائل سے آریوں اور برہموں کے اعتراضوں کے جواب دیئے جاتے تھے تو سامعین بہت تعریف کرتے تھے۔ بلکہ ایک دن جب بحث ختم ہوئی تو بہت سے نیک دل اور ہمدرد مسلمان میرے پاس آئے اور کہا کہ اگر یہی دلائل جو آپ بیان کرتے ہیں تحریر میں آجایا کریں اور ان کی اشاعت بیرونجات کے مسلمانوں میں بھی ہوا کرے تو بہت فائدہ ہوگا۔ میں نے کہا آپ فرماتے ہیں تو درست ہے۔ مگر ایسا کام ایک دو مسلمانوں کا نہیں۔ تاوقتیکہ ان کی بھی کوئی انجمن نہ ہو اور متفقہ کوشش سے کام نہ کریں۔ کامیابی کی امید ہے۔ اس پر آفرین ہے ان مسلمانوں پر جنہوں نے ایک ہی آواز سے فرمایا کہ ہم سب لوگ آپ کے ساتھ ہیں آپ انجمن بنائیں ہم چندہ کرنے اور خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ میں نے دوسرے دن دفتر میں جا کر منشی چراغ الدین صاحب مرحوم سے ذکر کیا کہ مسلمان بھی ایک انجمن بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بھی اتفاق کیا اور میرے ساتھ شامل ہوئے۔ چنانچہ ہمدرد ومعزز مسلمان جن سب کے نام تو یہاں درج نہیں ہوسکتے۔ مگر تھوڑے سے درج کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرے مکان پر ہر اتوار کو تشریف لاتے اور انجمن کے قیام کی تجاویز پر غور کرتے۔

مولوی غلام اللہ صاحب قصوری، منشی محمد اسحق صاحب کلرک ڈیڈ لیٹر آفس پنجاب لاہور، منشی کرم الٰہی صاحب ملازم محکمہ ڈائریکٹری، شیخ محمد کاظم صاحب دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل، صاحب بہادر بابو علی بخش صاحب، مولوی عبدالعزیز صاحب، منشی شمس الدین صاحب جنگی، مولوی میر ممتاز علی صاحب، ماسٹر امام

الدین صاحب، جناب خلیفہ قاضی حمید الدین صاحب وغیرہم اصحاب ابتدائی جلسوں میں شامل ہوکر اپنی قیمتی رایوں سے انجمن کی امداد فرماتے رہے۔ غرض انجمن کا نام حمایت اسلام لاہور رکھا گیا اور باتفاق رائے جنرل سیکرٹری یہی پیر بخش مقرر ہوا اور اسسٹنٹ سیکرٹری منشی چراغ الدین صاحب مرحوم قرار پائے اور پریزیڈنٹ مولوی غلام اللہ صاحب اور قاضی خلیفہ حمید الدین صاحب مقرر ہوئے اور کارروائی شروع کردی۔

۶...... ۱۸۸۵ء میں جب منشی اندرمن کی طرف سے لاہور میں اشتہار شائع ہوا کہ میں بحث کے واسطے لاہور آگیا ہوں۔ مرزا غلام احمد بھی قادیان سے لاہور آجاویں اور بحث کریں، اس وقت یہی پیر بخش بحثیت سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور بشمولیت منشی چراغ الدین صاحب مرحوم ومولوی عبدالعزیز صاحب وحافظ محمد یوسف صاحب اور دیگر معزز مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن لے کر مرزا قادیانی کی طرف سے لالہ اندرمن کی خدمت میں گیا تھا۔ جب ہمارا ڈیپوٹیشن بابو پرتول چندر کے مکان پر پہنچا اور لالہ اندرمن کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ نابھہ گئے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان لوگوں سے لکھالیا اور چند معزز اہل ہنود کی شہادت لے کر واپس آکر اشتہار دے دیا کہ لالہ اندرمن کا لاہور میں آنا صحیح نہیں اور تردیدی اشتہار شائع کردیا اور مرزا قادیانی کو بھی اطلاع کردی۔ جس پر ان کو بھی الہام ہوگیا کہ اندرمن اب تیرے مقابل نہیں آئے گا۔

۷...... یہ پیر بخش وہی ہے جس نے پادری راکول سے مولوی الفت حسین صاحب ومولوی عبدالعزیز صاحب وحاجی شمس الدین صاحب کے سامنے مسئلہ تثلیث پر انجمن حمایت اسلام کی طرف سے مباحثہ کیا اور مسلمان غالب آئے۔

۸...... ۱۸۸۶ء میں پیر بخش لاہور سے پشاور تبدیل کیا گیا۔ اس وقت انجمن کرنیل سکندر خاں کے مکان پر منعقد ہوتی تھی اور خدا کے فضل سے انجمن میں بڑے بڑے لائق ومتبرک شخص شامل ہوگئے تھے۔ مثلاً صوفی محی الدین صاحب، حاجی شمس الدین صاحب، مولوی عبدالعزیز صاحب، منشی علی بخش صاحب، شیخ امیر علی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت حاجی شمس الدین صاحب جنرل سیکرٹری میری جگہ مقرر ہوئے اور میں پشاور چلا گیا۔ انجمن کی ترقی محتاج بیان نہیں کہ کس عظیم الشان رتبہ کو پہنچی ہے۔

۹...... یہ پیر بخش وہی ہے جس نے پشاور میں مسجد محبت خان میں چار پانچ ہزار کے مجمع مسلمانوں میں عیسائی تعلیم، مذہبی اور مشنری لیڈیوں کا گھروں میں آنے جانے کے بدنتائج پر لیکچر دیا اور انجمن حمایت اسلام وہاں غلام محمد خاں صاحب اپیل نویس وماسٹر شیر محمد صاحب کی امداد سے قائم کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی زنانے مدرسے بند ہوئے اور مسلمانوں کے جاری ہوئے۔

۱۰...... یہ پیر بخش وہی ہے جو رانا جلال الدین خاں صاحب افسر باڈر پیشہ پولیس کی کوٹھی پر لالہ رلا رام

مری بروری والے اور سردار چرہت سنگھ بی.اے مصنف پشاور اور باوادنونت سنگھ وکیل سے مذہبی مباحثے کرتا رہا اور صداقت اسلام ثابت کرتا رہا۔

۱۱...... انہیں دنوں میں ایک عیسائی مسمی عبداللہ جو کہ پادری ٹھاکر داس کے خاصوں میں تھا۔ پشاور چھاؤنی میں آ گیا اور یہی پیر بخش اس سے بحث کرتا رہا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بمعہ اپنے چھوٹے بھائی بھاوج اور اپنی بیوی بچوں کے مسلمان ہوا۔

۱۲...... انہی دنوں میں منشی عزیز الدین عیسائی کو بٹالہ ضلع گورداسپور سے پشاور کے عیسائیوں نے بلوایا جس کو فلسفہ دانی کا بہت دعویٰ تھا اور پادری امام شاہ کے مکان پر جو کہ شہر میں گرجہ کے احاطہ میں تھا بحث کا جلسہ قرار پایا۔ پشاور کے علماء وسجادہ نشین پیر سکندر شاہ صاحب بھی جلسہ میں شامل تھے۔ وہاں بھی یہی پیر بخش تھا جس نے بحث کی اور حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی نبوت پر ایسے ایسے زبردست فلسفی دلائل پیش کئے کہ سب حیران تھے۔ ماسٹر شیر محمد صاحب نے جواب خان بہادر ہوکر محکمہ پولیٹکل سے پنشن یاب ہوکر آئے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھا ہے کہ اسلام کا وہ غلبہ ہوا کہ سامعین حیرت میں تھے۔ دوسرے اجلاس میں عیسائیوں نے کہہ دیا کہ ہم بحث نہیں کرتے۔

۱۳...... صدر پشاور میں سید خاں نامی ایک عیسائی واعظ کے ساتھ ہمیشہ اسی پیر بخش کی بحث ہوتی رہتی تھی۔

۱۴...... یہی پیر بخش جب قائم مقام پوسٹ ماسٹر ہوشیار پور تھا تو انجمن اسلامیہ ہوشیار پور کے سالانہ جلسہ پر زیر صدارت شیخ عبدالقادر صاحب بی.اے تناسخ کی تردید پر ایک لیکچر دیا تھا۔

غرض اس پیر بخش اور مرزا قادیانی میں ایک نسبت تھی جس کے باعث مرزا قادیانی سے پیر بخش کو محبت تھی اور وہ نسبت بھی اسلام کی حمایت کا عشق تھا۔ جب میں پنشن لے کر آیا اور منشی احمد دین پنشنر نقشہ نویس سے ملاقات ہوئی اور مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کا ذکر آیا تو میں نے ان کی پرانی تصانیف کے مطابق گفتگو کی کہ ان کا دعویٰ نبوت ہرگز نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی تمام کتابیں پڑھی ہیں؟ اس نے کہا کہ پہلے مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھو پس میں نے مرزا قادیانی کی کتابیں (۱) فتح اسلام، (۲) توضیح مرام (۳) ازالہ اوہام حصہ اوّل (۴) ازالہ اوہام حصہ دوم (۵) حقیقۃ الوحی (۶) شہادت القرآن (۷) ایام صلح (۸) راز حقیقت (۹) دافع البلاء پڑھیں تو ایسا معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی وہ مرزا قادیانی ہی نہیں رہے۔ جن باتوں کی وہ اپنی پہلی تحریروں میں تردید کرتے تھے وہی باتیں خود کرنے لگ گئے اور جن عقائد کو وہ کفر وشرک کہتے تھے انہیں کی تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً عاجز انسان کا خدا ہونا، خدا کی اولاد اور بیوی بچوں کا ہونا جیسا کہ ان کے الہام ’’انت منی بمنزلۃ ولدی، وانت منی بمنزلۃ اولادی‘‘ سے ظاہر ہے۔

اوتار اور حلول اور بروز باطل مسائل کو اسلام میں داخل کیا اور ایسے حد سے بڑھے کہ کوئی بات مبالغہ اور شاعرانہ لفاّظی سے خالی نہیں اور قدم قدم پر مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے۔ تب میرا وہ اعتقاد ان کے ساتھ نہ رہا کہ وہ خیر خواہ اسلام ہیں اور ان کا اور میرا ایک ہی مقصد ہے۔ تب میں نے ۱۹۱۲ء میں ''معیار عقائد قادیانی'' لکھی جس کا جواب سوائے درشت کلامی اور بے محل حجت و رمز کے کچھ نہ ملا۔

پھر ''تردید نبوت قادیانی'' و ''بشارت محمدی'' لکھی اور ہینڈ بلوں کا جواب بھی دیتا گیا۔ اس غرض سے کہ جو غلطیاں مرزا قادیانی نے کی ہیں ان کی اصلاح ہو جاوے اور مسلمانوں کا باہمی تفرقہ دور ہو۔ مگر افسوس جواب کسی نص شرعی سے نہیں ملتا اور بے جا تاویلات باطلہ سے کام لیا جاتا ہے۔

لہٰذا گزارش ہے کہ پیر بخش اگر جاہل ہے تو آپ لوگ تو جاہل نہیں۔ آپ علم سے جواب دیں۔ مسلمان خود فیصلہ کر لیں گے کہ کون جاہل ہے اور کس کا استدلال جاہلانہ ہے۔ پس بذریعہ تحریر ہذا مرزائی صاحبان کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو سچا مسیح موعود ثابت کریں اور ان کے مقابل ہم قرآن و حدیث پیش کریں گے۔ ان کا جواب دیں۔ راستی خود بخود ظاہر ہو جائے گی اور پیر بخش بھی جو پہلے ان کی طرف تھا پھر ان کی طرف آ جائے گا۔

پس کوئی صاحب لاہوری جماعت سے یا قادیانی پارٹی سے تہذیب و اخلاق سے بحث کے واسطے نکلے اور مرزا قادیانی کی صداقت پر بحث کرے اور ادھر سے بھی جواب دیا جائے گا اور ثابت کیا جائے گا کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرنا رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنا ہے اور قرآن و حدیث کو جھٹلانا ہے۔

(ماہنامہ تائید الاسلام لاہور بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۸ء)

تحفظ ختم نبوت کورس قائد آباد بذریعہ پروجیکٹر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قائد آباد کے زیر اہتمام مورخہ ۲۹، ۳۰، جولائی ۲۰۲۲ء بعد از نماز مغرب مدرسہ جامعہ العلوم اسلامیہ قائد آباد میں زیر نگرانی مولانا منیر احمد قائد آباد، دو روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا۔ کورس میں مولانا تنویر احمد امیر قائد آباد، مبلغ ضلع خوشاب مولانا محمد نعیم، شیخوپورہ کے مبلغ مولانا فضل الرحمٰن منگلا اور سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی نے عقیدہ ختم نبوت اور رد قادیانیت، حیات عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان اور کذباتِ مرزا کے عنوانات پر تفصیلی اسباق پڑھائے۔ کورس کے اِختتام پر حضرت مولانا نور محمد ہزاروی کے دست مبارک سے سوالوں کے صحیح جوابات دینے والوں کو مجلس کی کتب انعام کے طور پر دی گئیں اور مجلس کا لٹریچر بھی فری تقسیم کیا گیا۔

مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت

قسط نمبر: 11　حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی

ایک اور کٹر قادیانی ڈاکٹر ابراہیم نے بھی جو یونیورسٹی طبیہ کالج کے سٹاف کا ممبر تھا۔ اٹھ کر اسی قسم کی رخنہ اندازی کی۔ اس نے کہا کہ مولانا اگر اس جلسہ کا کوئی صدر ہے تو اس کی اجازت سے میں بھی کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ مولانا نے جواب میں فرمایا کہ یہ تقریر مسجد میں کر رہا ہوں، اس جلسہ کے صدر رسول اللہ ہیں اور نائب صدر میں ہوں، جو کچھ کہہ رہا ہوں، درست ہے اور اس کے ثبوت میں بے شمار حوالے مرزا قادیانی کی کتابوں، رسالوں اور اشتہاروں سے دیئے جاسکتے ہیں۔ آپ لوگ بیٹھ جائیے جلسہ کی کارروائی میں رخنہ نہ ڈالیں۔ مگر ان قادیانیوں کو کسی حوالے وغیرہ کی ضرورت نہیں تھی وہ تو آتے ہی اس غرض سے تھے کہ جلسہ نہ ہونے دیں۔ عبدالسلام عمر ایک بار پھر تلملا کر کھڑا ہوگیا اور چلّانے لگا کہ ہم یہ جلسہ ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ دائیں بائیں بیٹھے مسلمان طلبا نے اسے بٹھانے کی کوشش کی۔ مگر جب اس نے اپنا شور وشغب جاری رکھا تو لوگ مشتعل ہوکر دونوں قادیانی شرپسندوں پر پل پڑے۔ مولانا درمیان میں حائل ہوگئے تاکہ ان پر تشدد نہ ہو، لیکن یہ دونوں باز نہ آئے۔ مولانا کی کوشش تھی کہ ان قادیانیوں کو اپنے پاس ذاتی حفاظت میں بٹھالیں اور جلسہ جاری رہے۔ لیکن عبدالسلام تن کر مولانا کے سامنے کھڑا ہوگیا اور طرح طرح کی ہفوات بکنے لگا۔ اگر مولانا اس کو مشتعل ہجوم سے بچا کر الگ نہ کر دیتے تو علی گڑھ کے ''سپین'' کو فتح کرنے کا داعیہ لے کر آنے والا یہ مرزائی ''طارق'' اس روز بری طرح پٹ گیا ہوتا۔ مآل کار دونوں قادیانی ''گھس بیٹھے'' جلسہ چھوڑ کر چلے گئے تو مولانا نے اپنی نامکمل تقریر پوری کی۔ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مولانا نے خود اذان دی۔ مولانا عبدالحنان کی اقتداء میں سب شرکائے جلسہ نے نماز عصر ادا کی اور سرشار قسم کی دعائے خیر کے بعد سوا پانچ بجے جلسہ ختم ہوا۔

طبیہ کالج کے مسلمان اساتذہ اور طلباء کی طرف سے چائے کی دعوت

جلسہ کے فوراً بعد سومنگ باتھ ریسٹوریٹ میں، طبیہ کالج کے مسلمان اساتذہ اور طلبا نے مولانا کے اعزاز میں ایک شاندار ٹی پارٹی دی۔ جنہیں جناب حکیم عبداللہ خان نصر، حکیم عبداللطیف فلسفی، حکیم ظہیرالدین خان اور مولانا عقیل کے علاوہ کچھ ممتاز طلبا مثلاً عنایت اللہ نسیم (راقم)، محمد شریف چشتی، حافظ فضل الرحمٰن انصاری، خالد سوہدروی، محمد امین کھوسو وغیرہ بھی شریک ہوئے۔ چائے کے بعد گروپ فوٹو لیا گیا جو ۹ رنومبر

۱۹۳۴ء کے ’’زمیندار‘‘ کی اشاعت خصوصی کے سرورق کی زینت بنا اور مولانا کے اپنے دورے کی تاریخی یادگار کی اہمیت کا حامل ہے۔

’’سی‘‘ ہال کی دعوت طعام

اسی روز بعد از مغرب مولانائے موصوف اپنے رفقا، مولانا حنان اور مشہور نومسلم انگریز ڈاکٹر خالد شیلڈریک وغیرہ کی معیت میں ’’سی‘‘ ہال کے پرووسٹ پروفیسر عبدالمجید قریشی کی طرف سے دی گئی دعوت طعام میں شریک ہوئے۔ کھانے کے بعد مولانائے محترم، ڈاکٹر خالد شیلڈریک اور میزبان تقریب پروفیسر قریشی صاحب نے انگریزی میں تقاریر کیں، جنہیں ’’سی‘‘ ہال کے طلبا نے انتہائی عقیدت اور اشتیاق سے سن کر بھرپور استفادہ کیا۔

۲۷ر نومبر کی متفرق مصروفیات

اگرچہ ۲۷ر نومبر کو کہیں کسی اجتماع یا تقریر کا پروگرام نہیں تھا۔ مختلف النوع سرگرمیوں نے مولانا کو خاصا مصروف رکھا۔ یونیورسٹی کے سینئر طالب علم اور سیاسی لحاظ سے انتہائی فارورڈ ذہن کے مالک جناب محمد امین کھوسو صاحب نے مولانا اور ان کے رفقا کو اپنے ہاں صبح کی چائے پر مدعو کر رکھا تھا۔ اس نشست میں حافظ فضل الرحمٰن انصاری، محمد شریف چشتی، ضیاء الدین ابرو، حافظ محمد نسیم بھی موجود تھے۔ ملکی سیاست، ہندو مسلم تعلقات، یونیورسٹی کے اندر بعض تخریبی عناصر کی سازشیں اور سرگرمیاں وغیرہ زیرغور آئیں۔ بلوچستان کے ہر دل عزیز قائد یوسف علی خان مگسی، مصطفیٰ کمال اور سلطان ابن سعود بھی موضوع گفتگو بنے۔ یہ خاصی پرلطف اور دلچسپ صحبت کوئی ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ جس کے مولانا اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں نماز ظہر تک یونیورسٹی اور شہر سے آنے والے ملاقاتیوں کا تانتا بندھا رہا۔

مجلس شبان المسلمین کا قیام

تحریکیں اٹھانے اور جماعتیں بنانے میں مولانا اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مولانا کی تقاریر اور ارشادات سے متاثر ہونے والے اکثر طلبا نے جب یہ تاثر دیا کہ وہ صرف ذہنی عیاشی ہی کے قائل نہیں بلکہ کسی تعمیری پروگرام پر عمل کرنے کے لئے بھی پوری طرح تیار ہیں تو مولانا نے وہیں ایک جماعت ’’مجلس شبان المسلمین‘‘ کی بنیاد رکھی اور اس کی کامیابی کے لئے دعا بھی فرمائی۔

تازہ کلام کا مطالبہ

سہ پہر تک کافی عقیدت مند جمع ہو چکے تھے۔ ان میں شعروسخن سے دلچسپی رکھنے والے اساتذہ اور

طلبا بھی موجود تھے۔ مولانا سے تازہ کلام کا تقاضا ہوا۔ لیکن موصوف گزشتہ چند روز سے بے حد مصروف ہونے کی وجہ سے کوئی نظم وغیرہ نہ لکھ سکے تھے۔ آپ نے اپنے مطبوعہ کلام ہی میں سے ایک دو نظمیں اور چند اشعار سنائے اور سخن فہم حضرات سے خراج تحسین وصول کیا۔ شعروسخن کی اس مختصر سی نشست کے بعد اولڈ بوائز لاج کے سرسبز لان میں ایک گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔

بعد از مغرب ایک پرلطف صحبت

فکرونظر، علم وہنر، دین ودانش اور شعروادب کی دنیا میں بلند مقام شخصیتوں سے آٹو گراف حاصل کرنے کا ''مرض'' عام ہے جو بیشتر پڑھے لکھے نوجوانوں اور کالج کے طلبا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ بڑے لوگ چھوٹوں کے لئے کم آمیز بھی ہوتے ہیں اور دیریاب بھی۔ خود مولانا جو بین الاقوامی شہرت کے سیاسی قائد ہونے کے علاوہ ''ممتاز اولڈ بوائے'' بھی تھے۔ کم وبیش چالیس برس کے بعد علی گڑھ والوں کے ہاتھ لگے تھے۔ ان سے آٹو گراف لینے کا شوق حس ذوق کی دلیل تھا۔ مولانا نے جن درجن بھر طلبا کو آٹو گراف سے نوازا۔ ان میں شریف چشتی صاحب بھی شامل تھے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوا تو طلبا میں سے ایک صاحب نے مولانا کے استقبال میں لکھی اور پڑھی گئی مقبول نظم کے حوالے سے کہا کہ چشتی صاحب کی قومی اور ملی نظمیں خوب ہوتی ہیں۔ مولانا نے ازراہ شفقت فرمایا کہ ''بھئی کچھ ہمیں بھی سناؤ'' چشتی صاحب جو ابھی نومشن طالب عالم تھے۔ ایک شہنشاہ سخن، ارتجال گو اور قادر الکلام شاعر کی اس فرمائش پر کچھ سمٹے سکڑے تو آپ نے ازراہ حوصلہ افزائی فرمایا کیوں جی! سناتے کیوں نہیں؟ **الامر فوق الادب**! جناب شریف چشتی کو تعمیل کرنی پڑی۔ دو تین نظمیں سنائی گئیں، جو پسند کی گئیں۔ آخری نظم کا مقطع تھا۔

کچھ حمیت ہے تو اس داغ غلامی کو مٹا　　ڈیڑھ سو سال سے ہے جو تیری پیشانی پر

ساری نظم خصوصاً مقطع میں خود مولانا کا رنگ جھلک رہا تھا، نظم مکمل ہوچکی تو فرمایا کہ آپ ایک شعر تو بھول ہی گئے۔ چشتی صاحب نے کہا ''قبلہ وہ کیا؟ برجستہ فرمایا:

نسب حضرت عیسیٰ پر اچھالا کیچڑ　　زد یہ خود پڑتی ہے مرزائیوں کی نانی پر

یہ شعر سن کر ساری محفل کشت زار زعفران بن گئی۔

خان عبدالغفار خان کا علی گڑھ میں ورود اور یونیورسٹی یونین میں تقریر

سرخ پوش لیڈر خان عبدالغفار خان المعروف سرحدی گاندھی بھی ۲۷؍نومبر کو دوپہر میل ٹرین سے علی گڑھ پہنچ گئے تھے۔ اسی روز شام کے سوا آٹھ بجے یونین ہال میں ان کی تقریر ہونا تھی۔ مولانا سے بھی شمولیت کی استدعا تھی۔ تقریر کے آغاز سے چند منٹ مولانا بھی یونین ہال تشریف لے گئے۔ جونہی موصوف

عقبی دروازے سے ہال میں داخل ہوئے۔ تمام طلبا احتراماً کھڑے ہوگئے اور ان کے تشریف فرما ہونے تک پورا ہال تالیوں سے گونجتا رہا۔ اس بار بھی طلبا کی طرف سے تپاک اور گرم جوشی کا وہی عالم تھا جس کا مظاہرہ اسی ہال میں ۲۴ر کی شام کو ہوا تھا۔

ایس ایس ہال کا ڈنر

خان موصوف کی تقریر کے بعد دونوں رہنما ایس ایس ہال کے ڈنر میں شریک ہوئے۔ دونوں کی نشست ساتھ ساتھ تھی۔ ان کے دائیں بائیں صوبہ سرحد کے طلبا اور سامنے دوسرے طلبا اور چیدہ چیدہ ممبران سٹاف کی نشستیں تھیں۔ ڈنر کے بعد خان صاحب نے اپنے مخصوص لب ولہجہ میں ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جب ساری تقریب مکمل ہوچکی تو خان صاحب نے ''زمیندار'' سے تازہ ضمانت طلبی اور اس کے پریس کی ضبطی پر زبانی اظہار ہمدردی کے ساتھ ۵۰ روپے کی رقم بطور چندہ بھی مولانا عبدالحنان کے ہاتھ میں تھمادی۔

۲۸ر نومبر مولانا کے قیام علی گڑھ کا آخری دن

۲۸ر نومبر علی گڑھ میں مولانا کے قیام کا پانچواں اور آخری دن تھا۔ اس روز دو بجے کی ٹرین سے مولانا کی واپسی کا پروگرام بن چکا تھا۔ لہٰذا ملاقاتیوں کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ ملاقاتیوں میں مسٹر سمپسن ایک نوجوان نومسلم انگریز بھی شامل تھا۔ جو غالباً مسٹر خالد شیلڈریک (مشہور نومسلم انگریز) کی مساعی سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد مولانا نے رخت سفر بندھوایا، قیام گاہ سے ریلوے اسٹیشن تک الوداع کہنے والوں کا جم غفیر اکّوں اور سائیکلوں پر سوار آپ کے ہمراہ تھا۔ ٹرین کی آمد سے کچھ دیر پہلے ایک گروپ فوٹو اتارا گیا۔ مولانا نے سب حضرات نے معانقہ ومصافحہ کرتے ہوئے گرم جوشانہ استقبال کیا۔ مہمان نوازی اور مخلصانہ الوداع کا شکریہ ادا کیا۔ طلبا اور پوری یونیورسٹی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا۔ اتنے میں ٹرین آچکی تھی۔ چیدہ چیدہ حضرات مولانا کے کمپارٹمنٹ تک ساتھ تھے، باقی تمام نیازمند ٹرین کے روانہ ہونے تک پلیٹ فارم پر مولانا کی نشست کے سامنے جمع رہے۔ گارڈ نے سبز جھنڈی اونچی کر کے سیٹی بجائی تو ایک بار پھر پورا اسٹیشن ''اللہ اکبر''، ''ظفر علی خان زندہ باد'' کے حیات بخش نعروں سے گونج اٹھا۔ ٹرین نے پلیٹ فارم چھوڑا تو تمام نیازمند ایک عمیق احساس وداع کے ساتھ اپنے اپنے ہوسٹلوں اور گھروں تک واپس جانے کے لئے منتشر ہوگئے۔

مولانا کے (پہلے) دورہ علی گڑھ کے عظیم نتائج

حضرت علامہ اقبالؒ کو مسلمان طالب علم سے شکایت تھی کہ وہ ''کتاب خواں'' ہے مگر ''صاحب کتاب نہیں'' اور دعا تھی کہ ''خدا اسے کسی طوفان سے آشنا کردے کہ اس کے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں''

(بتصرف قلیل) مولانا کے پہلے دورہ علی گڑھ کے اثرات ونتائج کے بارے میں یونیورسٹی کے مختلف حلقوں کے اندازے مختلف ہوسکتے ہیں۔ کیمونسٹ، سوشلسٹ، انگریز نواز اور خصوصاً قادیانی حضرات اگر اس دورے کو ناکام قرار دیں تو کوئی تعجب ہوسکتا ہے نہ افسوس! لیکن دیکھنے والی آنکھوں نے جن پر تعصب کی کوئی پٹی نہیں بندھی دیکھا کہ مولانا کے دورے سے علی گڑھ کے ساکن دریا میں موج در موج تلاطم کی کیفیت ہی نہیں ہوئی بلکہ ایک مثبت انقلاب فکر ونظر بھی پیدا ہوا۔ مولانا کی ایمان افروز تقریروں نے جہاں لادین عناصر کے حوالے پست کئے۔ وہاں نام نہاد اسلام کا نقاب اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے ایک منظّم گروہ کے سارے منصوبے بھی خاک میں ملا دیئے۔ طلبا کی غالب اکثریت میں دین وملت کے لئے مرنے جینے کی تڑپ ہوگئی۔ یونیورسٹی کے اندر پرورش پانے والے تمام فتنوں کا بڑی حد تک استیصال ہوگیا۔ قلب ماہیت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ مولانا کی تقاریر سننے اور حقائق سے آشنا ہونے کے بعد یونیورسٹی میں قادیانیت کا طلسم ٹوٹ گیا اور اس شان سے کہ جب کسی بحث وتمحیص میں ایک نوجوان دوسرے کی جک بحثی سے پریشان ہوجاتا تو کج بحث کو خاموش کرنے کے لئے طنزاً کہتا کہ ''تم انسان ہو یا قادیانی؟'' یا زیادہ بے تکلفی کے انداز میں ''ہٹ بے قادیانی کہیں کے'' اس سے بھی بڑھ کر یہ رنگ دیکھا کہ کسی مجلس میں شامل کوئی فرد جب اٹھ کر قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا جانے لگتا تو یہ کہہ کر جاتا کہ ''بھائی میں ابھی آیا۔ ذرا قادیان تک ہو آؤں۔''

نام نہاد ''ترقی پسند'' کیمونسٹ اور سوشلسٹ عناصر جو شعر وادب کی راہ سے لادینی اور آوارہ خیالی پھیلانے کے عادی تھے۔ اس دن سے بے وقار ہوگئے جب ''سی'' ہال کے ایک مشاعرے میں ایک نوجوان نے جوش ملیح آبادی کی ایک پوچ کفریہ نظم (خدا کے ساتھ ہم کھیلے ہوئے ہیں) سن کر جوش صاحب کی ٹوپی اتار لی اور دوسرے نے ان کی چمک دار چندیا کی تواضع تڑاخ پٹاخ چپتوں سے کردی۔ مولانا کے ایک مختصر سے دورے کے بعد یہ انقلاب جس قدر حیرت انگیز تھا اتنا ہی حوصلہ افزا بھی۔ طلبائے یونیورسٹی کا رخ مجموعاً ماسکو، لندن، قادیان اور واردھا سے کعبہ کی طرف پھر گیا تھا اور جبیں خاک حرم سے آشنا ہوگئی تھی۔

مولانا کے دورے کے بعد قادیانی مفسدین کو یونیورسٹی کو یونیورسٹی طبیہ کالج یا کسی اور ادارے میں کھلم کھلا شر پھیلانے کی آئندہ جرأت نہ ہوئی۔ انتہا یہ ہے کہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے جب وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن سر ظفر اللہ خان کو کچھ عرصہ بعد، علی گڑھ بلانے کا پروگرام بنایا تو سارے انتظامات مکمل ہوچکنے کے باوجود عین ایک دن پہلے بذریعہ تار یہ دورہ منسوخ کردیا۔ اسی طرح قادیان سے آنے والے نام نہاد مرزائی ''طارق'' نے اپنی کشتیاں بھی جلائیں۔ مگر علی گڑھ کا ''سپین'' فتح کرسکنے کی بجائے خود ذلیل ہوا۔'' (مولانا ظفر علی خان اور ان کا عہد ص ۴۳۸ تا ۴۶۶)

شکارپور کے سرکاری اسکولوں میں دروس ختم نبوت کی منظوری

مولانا ظفراللہ سندھی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شکارپور کے زیراہتمام ضلع بھر کے تمام سرکاری ہائی اسکولوں اور کالجوں میں دروس ختم نبوت کا کام شروع کرنے کے لئے ۲۶ دسمبر ۲۰۲۱ء کو استاد محترم یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز مصطفیٰ، حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی اور حضرت مولانا محمد عبداللہ پھوڑ مدظلہم سے مشاورت کی۔ فروری ۲۰۲۲ء میں دروس ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ افتتاحی ''دروس تحفظ ختم نبوت'' مرکزی راہ نما حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے دیئے۔ قاضی احسان احمد صاحب نے قاضی حبیب اللہ ہائی اسکول میں تمام اساتذہ اور طلباء کو پہلا لیکچر دیا۔ ہیڈ ماسٹر جناب محترم جاوید حسین داؤ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام احباب کو محبت سے نوازا۔

بعدازاں فتح محمد اسکول شکارپور میں نائب ہیڈ ماسٹر عبدالفتاح سومرو صاحب کی اجازت سے اور اے ون اسکول سٹی شکارپور میں ماسٹر احمد علی بکرانی صاحب کی مساعی سے اساتذہ اور طلباء کے درمیان قاضی صاحب کے لیکچرز ہوئے۔ اس طرح سرکاری ہائی اسکولوں کا دورہ شروع ہوا، اور پھر درجنوں اسکولوں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دروس کا اہتمام کیا گیا۔

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے فرمایا کہ: کوشش کریں ضلعی سطح پر اجازت مل جائے تو تمام سرکاری ونجی اسکولوں وکالجوں میں ختم نبوت کے دروس کا اہتمام کیا جاسکے۔

اس پر حضرت مولانا محمد یوسف سومرو صاحب سے مشاورت کے بعد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر شکارپور کے نام اسکولوں، کالجوں سمیت تمام دینی عصری تعلیمی اداروں میں فروعی، اختلافی اور نزاعی عنوانات سے پاک صرف عقیدہ ختم نبوت کے عنوان سے بیانات اور کورسز کے انعقاد کے لئے درخواست لکھی گئی۔

مسلسل ایک ماہ کی جدوجہد کے بعد ضلع بھر میں تمام سرکاری اسکولوں، کالجوں اور عصری اداروں میں تحفظ ختم نبوت کے دروس کے لئے اجازت نامہ مل گیا، الحمدللہ!

ڈی او جناب محترم علی اکبر صاحب نے بہت ہی محبتوں سے نوازا۔ ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے ان کے نام خط لکھا۔

اگلے صفحہ پر صرف اجازت نامہ کا عکس دیا جارہا ہے تاکہ ریکارڈ کا حصہ ہوجائے، ملاحظہ فرمائیں:

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION OFFICER ELEMENTARY,SECONDARY & HIGHER SECONDARY SHIKARPUR

NO: DEO/E, S&HS/ 1259 /2022, Shikarpru Date:- 06 / 07 /2022

To,

1-The Principal/ Head Master/Mistress
Govt. (B/G) HSS/HS__________________(All)

SUBJECT:- TAHAFFUZE KHATME NUBUWWAT.

Please find enclosed herewith a letter received from Molana Zafarullah Sindhi Mablaq Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust) Karachi on the subject noted above (Copy attached).

You are, therefore directed to go through the contents of attached letter and extend your full cooperation with the team of above Jamaat under intimation to this office.

ALI AKBAR KALHORO
DISTRICT EDUCATION OFFICER
District Education Officer
Elementary, Secondary & Higher Secondary
✻ SHIKARPUR ✻
Shikarpur

Copy submitted for kind information to:-

1-The Molana Zafarullah Sindh Mablaq Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust) Karachi

2-Copy for office record

ALI AKBAR KALHORO
DISTRICT EDUCATION OFFICER
District Education Officer
Elementary, Secondary & Higher Secondary
✻ SHIKARPUR ✻
Shikarpur

کے پی کے اسمبلی میں آیت وحدیث ختم نبوت آویزاں کرنے کی منظوری

جناب بلال احمد شاہ

۱...... خیبر پختون خواہ کے معزز ممبر صوبائی اسمبلی محترم جناب بابر سلیم خان سواتی نے گزشتہ سال ۸نومبر۲۰۲۱ءکو نکاح نامہ میں ختم نبوت کے حلف نامہ کے حوالہ سے ایک قرارداد پیش کی جو کہ بھاری اکثریت سے منظور ہوئی تھی اور ساتھ سفارش کی کہ یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرے کہ وہ مرکزی حکومت سے اس امر کو عائلی قوانین کے تحت مجوزہ نکاح فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرے۔ اس کے بعد ۱۰نومبر۲۰۲۱ءکو نکاح نامہ میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کا باقاعدہ طور پر نوٹیفکیشن جاری کیا گیا۔

۲...... اب ۲/اگست ۲۰۲۲ءکو رکن صوبائی اسمبلی جناب بابر سلیم خان سواتی نے ایک اور قرارداد پیش کی جس میں انہوں نے کہا کہ بحیثیت مسلمان ہم سب کی اور خاص کر اس معزز ایوان کی یہ اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے کہ دور جدید کے نت نئے پروپیگنڈہ اور اسلام مخالف یلغار کی روک تھام کے لئے آقا دو عالم ﷺ کی خاتم النّبیین کی حیثیت اور ختم نبوت کی اہم اور بنیادی پہلو کو اُجاگر کرنے کے لئے قرآن پاک کی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۴۰ ترجمہ: محمد ﷺ باپ نہیں تم مردوں میں سے لیکن رسول ﷺ ہیں اللہ کے اور مہر سب نبیوں پر ہے، اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔ اس آیت کی مزید تشریح ختم نبوت پر سند کے لحاظ سے کتب حدیث جیسے ابوداؤد (۴۲۵۲) ترمذی (۲۲۱۹) سے ماخوذ جس میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد ﷺ نے فرمایا: تحقیق عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے دجال کھڑے ہوں گے اُن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ایوان متفقہ طور پر اس قرارداد کو منظور کرے، مندرجہ بالا آیت قرآنی اور حدیث مبارکہ کو نمایاں طور پر اُجاگر کرنے کے لئے خوبصورت انداز میں اُن کے نقوش کو تمام صوبائی، علاقائی، ضلعی اور تحصیل سطح پر جملہ سرکاری و نیم سرکاری اور دیگر اہم مقامات پر آویزاں کرنے کے انتظامات کی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا یہ قرارداد خیبر پختون خواہ اسمبلی نے بھاری اکثریت سے منظور کر لی۔

۳...... اسی طرح جناب بابر سلیم سواتی نے کے پی کے اسمبلی میں ایک مشترکہ قرارداد پیش کی جس میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ قرآنی آیات، احادیث نبی محمد ﷺ کو نمایاں اور اُجاگر کرنے کے لئے خوبصورت انداز میں قرآنی آیات، احادیث کے نقوش کو تمام صوبائی، مقامی، اضلاع، تحصیلوں کی سطح پر جملہ سرکاری، نیم سرکاری اور دیگر اہم مقامات پر آویزاں کرنے کے انتظامات کی صوبائی حکومت سے منظوری کا مطالبہ کیا۔

تحفظ ختم نبوت سوشل میڈیا ورکشاپ گوجرانوالہ

مولانا محمد عارف شامی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیراہتمام مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں شیخ الحدیث علامہ زاہدالراشدی مدظلہ کی سرپرستی میں اسکولز و کالجز، یونیورسٹیز اور مدارس کے طلباء کے لئے تحفظ ختم نبوت سوشل میڈیا ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ اس ورکشاپ سے مہمانان گرامی، کے ٹی وی چینل کے اینکر مجاہد ختم نبوت رانا حسن، مولانا فضل الہادی، معروف سوشل میڈیا ایکٹوسٹ جناب عبداللہ رشید نے اظہار خیال کیا۔

تحفظ ختم نبوت ورکشاپ دونشستوں میں منعقد ہوئی، پہلی نشست عصر کے بعد ہوئی اس میں مولانا امجد محمود معاویہ، بابر رضوان باجوہ، محمد اسامہ قاسم، مولانا فضل الہادی اور عبداللہ رشید نے سوشل میڈیا کی اہمیت، مختلف ایپس کا استعمال، موجودہ دور میں مذہبی طبقہ کی ذمہ داریوں اور عقیدہ ختم نبوت جیسے اہم عنوانات پر گفتگو کی۔ جبکہ مغرب کے بعد راقم الحروف، مولانا عمر حیات اور مجاہد ختم نبوت رانا حسن نے قادیانیت کی جدید شرانگیزیوں، قادیانی جماعت کی سوشل میڈیا پر سرگرمیاں اور ہماری ذمہ داریاں، ففتھ جنریشن میڈیا وار اور اس کا بنیادی ہتھیار الیکٹرونک، سوشل میڈیا ڈیجیٹل میڈیا جیسے اہم ترین عنوانات پر مفصل و مدلل گفتگو کی۔ رانا حسن کا کہنا تھا کہ ففتھ جنریشن میڈیا وار کو نفسیاتی جنگ بھی کہا جاتا ہے جس کا بنیادی اصول ہی گمراہی پھیلانا ہے۔ اس طریقہ جنگ میں نظریات اور عقائد پر حملہ آور ہونا بھی شامل ہے۔ قادیانیوں کی الیکٹرونک اور سوشل میڈیا پر سرگرمیوں، قادیانی سیٹلائٹ ٹی وی چینلز کی تعداد، تقریباً ۵۱ زبانوں میں پروگرامز پیش کئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو ظاہر کئے بغیر مختلف فرقوں کو آپس میں لڑانے کا مواد شیئر کرتے ہیں۔ عام مسلمانوں کو اور وہ لوگ جو علماء یا مذہبی طبقے سے پہلے سے متنفر ہوں ان کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے مذہبی مسائل کو لے کر شکوک وشبہات ڈالتے ہیں اور مظلوم بنتے ہیں کہ ہمیں غلط کافر قرار دیا گیا۔

ان پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش، قانون ناموس رسالت کے خلاف اور نظریہ پاکستان کے خلاف پوسٹیں کرتے ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق کے حوالہ سے شور شرابہ کرتے ہیں۔ جھوٹی رپوٹس کو ہر خاص وعام تک پھیلاتے ہیں۔ رانا حسن نے شرکاء کو اہل اسلام کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت اور قادیانیوں سے متعلق مواد شیئر کرنے سے پہلے تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں سے تصدیق کریں۔ کسی بھی شخصیت یا ادارے کے بارے میں جب تک مکمل تحقیق نہ ہوجائے اس کو قادیانی مشہور نہ کریں۔

منڈی بہاؤالدین میں سابق قادیانی فیملی کا قبول اسلام

جناب مسعود حجازی

ضلع منڈی بہاؤالدین کی تحصیل ملکوال کے گاؤں ۲۰ چک کے رہائشی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل ملکوال کے متحرک کارکن راجہ محمد ناصر کیانی (کونسلر) نے جولائی ۲۰۲۲ء میں عالمی مجلس کے ضلعی امیر قاری عبدالواحد اور تحصیل ملکوال کے امیر قاری عمر فاروق کو اپنے چک کے قادیانیوں کی کیفیت اور قادیانیوں کے کچھ شکوک وشبہات سے آگاہ کیا۔ قادیانیوں سے گفتگو کے لئے عالمی مجلس کے ضلعی سرپرست خطیب مرکزی جامع مسجد مولانا عبدالماجد شہیدی سے رابطہ کیا گیا جس پر مولانا فوری تیار ہوگئے۔ گفتگو کے لئے راجہ محمد ناصر کیانی کے توسط سے ایک مسلمان کے گھر میں انتظام کیا گیا۔

ظہر کی نماز کے بعد مولانا عبدالماجد شہیدی اپنے رفقاء حاجی عبدالرزاق گوندل، اقبال گوندل سمیت راقم ۲۰ چک پہنچے۔ وہاں قاری عبدالواحد، قاری عمر فاروق اور حافظ محمد طاہر بھی پہنچ گئے۔ مولانا عبدالماجد شہیدی نے تین گھنٹے مرزا قادیانی کے دعوی نبوت، صدق وکذب مرزا اور اس کی جانب سے پیش گوئیوں کو معیار قرار دینا، مسیح موعود اور امام مہدی کے عنوان پر انتہائی مفصل و مدلل عام فہم گفتگو کی۔ جس کو سن کر نومسلم راجہ وقار، راجہ بلال اور راجہ وقاص کے علاوہ موقع پر موجود مسلمان انتہائی متاثر ہوئے۔ مجلس میں موجود نوجوان قادیانی راجہ احسن نے اپنے اطمینان کے لئے کچھ سوالات کئے جس کو مولانا عبدالماجد شہیدی نے انتہائی متانت وسنجیدگی سے سنا اور مدلل جوابات دیئے۔ مولانا نے قادیانی کتب سے حوالے دے کر نومسلموں کو اسلام پر مضبوط اور نوجوان قادیانی راجہ احسن کو فتنہ قادیانیت کے بارے سوچنے پر مجبور کیا۔ مجلس کے اختتام پر قادیانی راجہ غلام فرید نے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا جبکہ راجہ احسن نے تین دن کا وقت مانگا اور کہا کہ میں اس بارے مزید تحقیق کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔ پھر ہم نے عصر کی نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد نومسلم راجہ غلام فرید کے بیٹے راجہ نبیل نے بھی مولانا کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ نومسلم راجہ غلام فرید کی اہلیہ جو اس وقت کراچی میں تھی، مغرب کی نماز کے بعد مولانا نے ان سے بھی فون پر فتنہ قادیانیت اور مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر جامع گفتگو کی۔ جس پر انہوں نے بھی اسلام قبول کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، تو مولانا نے مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے اور عقیدہ ختم نبوت کا اقرار لے کر کلمہ طیبہ وشہادت پڑھایا۔ ان منظر کو دیکھ کر مجلس تاج وتخت ختم نبوت، زندہ باد کی صداؤں سے گونج اٹھی۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... تبصرہ نگار: مولانا عتیق الرحمٰن

نام کتاب: خطبات تحفظ ختم نبوت (۲ جلدیں): مرتب: مولانا محمد رضوان قاسمی:
صفحات: جلد اول ۲۴۰: جلد دوم ۲۵۶: ناشر: مکتبہ فیض القرآن، سیکٹر: بی، منظور کالونی، کراچی!

زیر تبصرہ کتاب کا موضوع اس کے عنوان سے ظاہر ہے، یعنی اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کی مناسبت سے کئے جانے والے بیانات کا مجموعہ۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اسلام کے دور اول سے جدوجہد کا سلسلہ چلا آرہا ہے، صحابہ کرامؓ نے اپنی جان و مال کی قربانیوں سے جس فتنہ انکارِ ختم نبوت کے آگے بند باندھا تھا، اس فتنے کے ہر دور میں سرکردہ لوگ سر اٹھاتے رہے اور امت مسلمہ کی اجماعی و اتفاقی جدوجہد کی بدولت منہ کی کھاتے رہے۔ دورِ گزشتہ و حاضر میں فتنۂ قادیانیت، مسیلمہ کذاب کے فتنے کی جدید شکل ثابت ہوا ہے، اس فتنے کا سر کچلنے کے لئے وارثین انبیاء و جانشین صحابہ ''علماء کرام'' کے طبقے نے تقریر و تحریر ہر دو میدان میں بھرپور مقابلہ کیا اور ملک کے طول و عرض میں جا جا کر اپنے بیانات کے ذریعے عوام الناس کے ایمان کو بچائے رکھا۔ کتاب میں ۲۶ علماء کرام کے ۳۷ خطبات تحفظ ختم نبوت کا گلدستہ دو جلدوں میں سجا دیا گیا ہے۔ ہر ہر تقریر کا ایک مرکزی عنوان اور اندر جا بجا ذیلی عنوانات بھی دیئے گئے ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ تعداد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم کے بیانات کی ہے جو کُل پانچ ہیں، ان کے بعد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کے چار خطبات ہیں، مولانا عبدالستار مدظلہ (مسجد بیت السلام، ڈیفنس) کے تین، مولانا نجم اللہ عباسی مدظلہ (خطیب الحمراء مسجد) اور مفتی محمد زبیر حق نواز مدظلہ (دارالعلوم صفہ، بلدیہ) کے دو دو جبکہ دیگر حضرات مقررین کا ایک ایک خطاب شامل ہے، جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہشتم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ، موجودہ امیر مرکزیہ حضرت پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، مرکزی رہنما حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ، مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ (امیر مجلس کراچی)، مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ (اقرأ روضۃ الاطفال)، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ (اکوڑہ خٹک) اور مولانا حافظ حمد اللہ مدظلہ (جمعیت علمائے اسلام) نمایاں شخصیات ہیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

تحفظ ناموس رسالت ریلیاں لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک بھر میں یوم تحفظ ناموس رسالت منایا گیا، اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان سمیت ملک بھر کے بڑے، چھوٹے شہروں میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں۔ ملک بھر کے علماء اور مبلغین ختم نبوت نے خطبات جمعہ تحفظ ناموس رسالت کے موضوع پر خطابات کئے، انڈیا کی ہرزہ سرائی کے خلاف مذمتی قرارداد دیں منظور کی گئیں اور مختلف مقامات پر احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں۔ جون ۲۰۲۲ء میں ضلع لاہور کے مختلف علاقوں مسلم ٹاؤن، سبزہ زار، رائے ونڈ، کاہنہ، اچھرہ، سانده، بادامی باغ، مانگا منڈی، داروغہ والہ چوک سمیت کئی اہم مقامات پر بھرپور احتجاجی مظاہرے اور عظیم الشان ریلیوں کا انعقاد کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، جنرل سیکرٹری لاہور مولانا قاری علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا سید عبداللہ شاہ نے کہا کہ انڈیا میں بی جے پی حکومتی ترجمان نوپور شرما، نوین کمار چندال نے آپ ﷺ کی شان میں گھٹیا الفاظ استعمال کر کے دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان پر حملہ کیا ہے۔ توہین آمیز ریمارکس کے خلاف جمعہ کے اجتماعات میں شدید احتجاج کیا اور مذمتی قرارداد یں منظور کروائیں۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس ہری پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہری پور حلقہ مفتی محمودؒ کے زیر اہتمام جامع مسجد حسنین کریمین بانڈی منیم میں ۱۹ جون ۲۰۲۲ء ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا قاری فدا محمد خان امیر عالمی مجلس، نگرانی حضرت مولانا محمد طیب مبلغ اسلام آباد اور سرپرستی حضرت مولانا پیر سید احسان علی شاہ امیر حلقہ مفتی محمودؒ نے کی۔ نقابت کے فرائض مولانا عتیق الرحمٰن و پروانہ ختم نبوت سیف اللہ نقشبندی نے انجام دیئے۔ تلاوت قاری عطاء الحق قاسمی اور ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت سید اعجاز حسین شاہ کاظمی نے حاصل کی۔ بیانات مناظر ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور اسیر ختم نبوت حضرت

مولانا مفتی کفایت اللہ نے کئے۔ مہمانان گرامی نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہری پور میں کسی درجے تحفظ ختم نبوت کا کام ہورہا ہے۔ پیر طریقت حضرت مولانا سید احسان علی شاہ نے کانفرنس میں آنے والے مہمانوں اور مقامی علماء کرام وعشاقان ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا۔ مفتی کفایت اللہ کے دعائیہ کلمات سے اس مبارک کانفرنس کا اختتام ہوا۔ **فللّٰہ الحمد!**

ختم نبوت کانفرنس ٹاؤن شپ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹاؤن شپ لاہور کے زیراہتمام ۲۵ جون ۲۰۲۲ء کو ختم نبوت کانفرنس مدینہ مسجد میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا قاری حبیب الرحمٰن نے کی۔ کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام سرگودھا کے صدر مولانا مفتی شاہد مسعود، مجلس کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مجلس ٹاؤن شپ کے ذمہ داران پیر محمد آصف، محمد بلال، مولانا کاشف بلال، مفتی محمد نوید لاہوری، مفتی آصف، حاجی احمد علی سمیت کئی علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ تین روزہ دورہ پر بہاول پور تشریف لائے۔ مقامی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے آپ کے پروگرامات ترتیب دیئے۔ چناں چہ: یکم؍ جولائی ۲۰۲۲ء جمعۃ المبارک کا خطبہ نور پور نورنگا کی قدیمی مرکزی جامع مسجد میں ارشاد فرمایا۔ بعد از مغرب گرین ٹاؤن کی جامع مسجد رحمانیہ میں درس قرآن کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ۲؍ جولائی ۲۰۲۲ء کو صبح ون یونٹ کالونی کی جامع مسجد اور بعد مغرب نور الحق کالونی کی جامع مسجد میں، ۳؍ جولائی بعد نماز فجر ٹرسٹ کالونی کی جامع مسجد میں، گیارہ بجے جامعہ نظامیہ حیدریہ کے شعبہ بنات کی طالبات میں اور بعد از نماز عصر جامعہ رحیمیہ دنیاپور کے طلبہ واساتذہ کرام میں عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر دروس ارشاد فرمائے۔ (حافظ محمد طیب)

قادیانیت کی دیوار سے ایک اور اینٹ گرگئی

چک ۸۱ بھوڑو (شاہ کوٹ) ضلع ننکانہ میں ایک قادیانی بنام محمد عمران ولد محمد شریف نے ۶؍ جولائی ۲۰۲۲ء کو بعد نماز مغرب مولانا فضل الرحمٰن منگلا مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا، الحمدللہ۔ یاد رہے! نومسلم محمد عمران اپنے خاندان کی سابقہ تین قادیانی پشتوں میں سے پہلا مسلم ہے۔ اس پُر مسرت موقع پر مولانا محمد طیب عارف شاہکوٹ بھائی محمد ابوبکر بھوڑو اور دیگر مسلمان موجود تھے۔ تمام احباب سے اس نومسلم کی اِستقامت کے لئے استدعا ہے۔

نکاح کے وقت ختم نبوت کے حلف نامے پر دستخط کرنا لازمی قرار

وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے نکاح کے لئے ختم نبوت پر ایمان کے حلف نامے والے نئے فارم استعمال کرنے کی ہدایت کردی، انہوں نے کہا کہ میں نکاح نامہ میں ختم نبوت پر ایمان کا حلف نامہ شامل ہونے پر قوم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ حلف نامے والا فارم استعمال نہ کرنے والے نکاح رجسٹراروں کے خلاف بھی مسلم فیملی رولز کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ یونین کونسلز کی انتظامیہ کو ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ نکاح رجسٹراروں کو ختم نبوت کے حلف نامے والے نئے نکاح فارم مہیا کئے جائیں۔ بصورت دیگر سخت کارروائی کی جائے گی، نیا فارم استعمال نہ کرنے والے نکاح رجسٹرار کو ایک ماہ قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ جب کہ پنجاب میں نکاح کے وقت دلہا اور دلہن کے لئے ختم نبوت کے حلف نامے پر دستخط کرنا لازمی ہوگا۔ (روزنامہ اسلام ملتان ۳۱ جولائی ۲۰۲۲ء)

نکاح فارم میں حلف نامہ لازمی، مجلس تحفظ ختم نبوت کا خیر مقدم، وزیراعلیٰ کو خراج تحسین

قادیانیوں سے متعلق آئینی فیصلہ نہ ماننے والوں کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کی جائے

وزیراعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی نے ہمیشہ بہترین اقدام اٹھائے

حافظ ناصرالدین خاکوانی، خواجہ عزیز احمد، سید سلمان بنوری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی، نائب امراء مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا سید محمد سلیمان بنوری، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ ختم نبوت کے حلف نامہ والے نکاح نامہ کا استعمال لازم قرار دینا بہترین اور عمدہ اقدام ہے، نکاح فارم میں ختم نبوت حلف نامے سے مسلمان مرد وخواتین قادیانی دجل وفریب سے محفوظ ہوں گے، عظیم کارنامہ سرانجام دینے پر وزیراعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ علماء نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے پرویز الٰہی نے پنجاب اسمبلی میں آیت اور حدیث ختم نبوت آویزاں کرائی، پھر پنجاب بھر کے داخلی اور خارجی راستوں پر ختم نبوت کی آیت لگوائی اور پھر نکاح نامہ میں ختم نبوت کے حلف نامہ کی قرارداد منظور کرائی اور اب اس پر عمل درآمد کر کے بہترین کام سرانجام دیا۔ نکاح نامہ میں ختم نبوت کے حلف نامہ کو شامل کرنا جناب نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے اور فتنہ قادیانیت کے سدباب کا ذریعہ بنے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے وزیراعلیٰ پنجاب کے اس اقدام کا خیر مقدم کیا اور ان کو مبارکباد دی۔ (روزنامہ اسلام ملتان ۲/اگست ۲۰۲۲ء)

فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشرواشاعت کے تحت دو جلدوں میں ’’فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے‘‘ کتاب ابھی چھپ کر آئی ہے۔ جلد اول کے صفحات ۴۹۲، جلد دوم کے صفحات ۵۷۴ دونوں جلدوں کے کل صفحات کی تعداد ۱۰۶۶ ہیں۔ سپریم کورٹ کے قادیانیوں کے خلاف تین فیصلے، وفاقی شرعی عدالت کے قادیانیوں کے خلاف تین اور مختلف ہائی کورٹس کے قادیانیوں کے خلاف چودہ فیصلے گویا ایک ہزار چھیاسٹھ صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں بیس اعلیٰ عدالتی فیصلے قادیانیوں کے خلاف اس کتاب میں جمع ہوگئے ہیں۔ تمام فیصلے جو قانون کی کتابوں میں جہاں کہیں شائع ہوئے۔ ہر فیصلہ کے اختتام پر اس کا حوالہ درج کردیا گیا ہے۔ یہ تمام فیصلے انگلش میں تھے۔ نامور مجاہد ختم نبوت اور معروف دانشور جناب محمد متین خالد صاحب نے ان کے ترجمہ کو انتہائی باریک بینی اور جہد بلیغ کے تحت انہیں اس کتاب میں یکجا کردیا ہے۔ اسی نام سے پہلے ایک دفعہ یہ کتاب ایک جلد میں چھپی۔ وہ نامکمل تھی اس کے بعد سے آج تک جو فیصلے ہوئے اب کے دو جلدوں میں تمام فیصلہ جات کو دو جلدوں میں محفوظ کردیا گیا ہے۔ تمام جماعتی دوست اور اس موضوع سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ عالمی مجلس کے تمام دفاتر اور مرکزی دفتر ملتان و چناب نگر جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی سے دستیاب ہیں۔ دونوں جلدوں کی رعائتی قیمت: ۷۰۰: ڈاک خرچ علاوہ ازیں ہے۔

اہل علم سے علمی معاونت کی درخواست

گجرات کے معروف عالم مولانا عنایت اللہ اثری کے رد قادیانیت پر اس وقت ہمیں انتیس رسائل کا علم ہوا جو رد قادیانیت پر ہیں۔ ان میں سے پچیس رسائل ہمیں دستیاب ہوئے۔ جنہیں پڑھ لیا ہے۔ اس میں بہت حذف وترمیم کرنا پڑے گی۔ اس لئے کہ موصوف انفرادیت کی راہ پر چلنے کے خوگر تھے۔ خود ان کے اہل حدیث مسلک کے اہل علم ان سے اس روش پر نالاں تھے۔ آپ کے چار رسائل رد قادیانیت پر ایسے ہیں جو ہمیں درکار ہیں۔ اور وہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱...... اخلاق محمدیہ اور آئینہ مرزا   ۲...... امت مسلمہ نادان اور دانش مند

۳...... ہزار ششم اور تکمیل اشاعت   ۴...... تحفہ قادیان

اہل علم میں سے جس دوست کے پاس یہ رسائل ہوں وہ مطلع فرمائیں۔ تاکہ فوٹو کرائے جاسکیں۔ امید ہے کہ توجہ فرماکر علمی معاونت سے ممنون فرمائیں گے۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لائبریری، حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ نمبرز ...... محمد وسیم اسلم: 0301-7904257 ...... عتیق الرحمٰن: 0344-7121967

ماہنامہ تائیدالاسلام لاہور

۱............ جناب میاں بابو پیر بخش لاہوری اچھرہ لاہور کے آرائیں خاندان کے فردفرید تھے۔ ملتان وغیرہ میں پوسٹ ماسٹر رہے۔ مرزا قادیانی کا ایک مرید بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ قادیانی تھا۔ انہوں نے بابو پیر بخش کو مرزا قادیانی کے قریب کردیا۔ یہ دونوں مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کے خریدار بھی بناتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا یہ دونوں مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگئے۔

۲............ بابو الٰہی بخش نے ملعون قادیان کے خلاف عصائے موسیٰ لکھی جو عالمی مجلس نے محاسبہ قادیانیت کی جلد ا میں اسے دوبارہ شائع کیا۔

۳............ میاں بابو پیر بخش صاحب کی ردقادیانیت پر ۲۳ عدد تصنیفات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، احتساب قادیانیت کی ج ۱۱ میں ۹ عدد، ج ۱۲ میں ۳ عدد، ج ۴۵ میں ۲ عدد اور محاسبہ قادیانیت ج ۱۴ میں ۹ عدد کل ۲۳ عدد کتابیں شائع کر چکی ہے۔

۴............ بابو پیر بخش گورنمنٹ ملازمت سے فروری ۱۹۱۲ء میں ریٹائر ہوئے، آپ نے ردقادیانیت کی ان کتب کے علاوہ ایک ماہنامہ تائیدالاسلام بھی شائع کیا۔ آپ کی وفات ۱۰ ر مئی ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۷ء تک پندرہ سال یہ ماہنامہ آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی ۱۹۳۲ء تک یہ جاری رہا۔

۵............ ماہنامہ تائیدالاسلام ۱۹۱۲ء سے دسمبر ۱۹۲۷ء تک کے شمارے ہمیں درکار ہیں۔ بہت سا حصہ حاصل کرلیا ہے۔ اگر یہ فائل مکمل ہوجائے تو ان رسائل کے مضامین سے مزید محاسبہ قادیانیت کی جلدیں تیار ہوسکتی ہیں۔ جن حضرات کے پاس ماہنامہ تائیدالاسلام لاہور ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۷ء یا ۱۹۳۲ء تک کے کوئی شمارہ جات ہوں تو وہ ان نمبروں پر اطلاع دیں۔ اگر ہمیں وہ شمارہ جات درکار ہوئے تو ان کا فوٹو خود حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوں گے۔ یہ خالصۃً دینی، ختم نبوت کے مقدس مشن کا علمی تعاون وخدمت ہے۔ آپ دوست توجہ کریں۔ مبلغین حضرات اور دیگر علمی ذوق رکھنے والے رفقاء تائیدالاسلام کی تلاش کے لئے فکرمند ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ ترس فرمادیں۔ یہ فائل مکمل ہوجائے۔ تو بہت پیش رفت ہوگی۔

والسلام مع الاحترام ...... مولانا اللہ وسایا: 0300-7314337

مولانا محمد وسیم اسلم: 0301-7904257 ...... مولانا عتیق الرحمٰن: 0344-7121967

یکم
اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب
ان شاء اللہ
2022
عظیم الشان
تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس
آیئے اور ایمان بڑھایئے
ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
فقید المثال
تاریخ ساز
بمقام الجنت شادی ہال مانگا منڈی لاہور
زیر سرپرستی
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
شاہین ختم نبوۃ مناظر اسلام استاذ العلماء
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر صدارت
پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
زیر سرپرستی
رہبر شریعت ولی کامل پیر طریقت
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور
زیر نگرانی
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا پیر محمد حسن ناصر صاحب مدظلہ
جس میں
ملک بھر سے نامور علماء کرام، مشائخ عظام، نعت خواں قراء
تشریف لا رہے ہیں
زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ مانگا منڈی لاہور
0307-7673515
0300-4751589
0344-1613319
پشاوری پرنٹرز کراچی 0315-3796371 0331-3796371
Email:peshawari371@gmail.com

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
پیر محمد ناصر الدین خاکوانی
خواجہ عزیز احمد صاحب
مولانا سید محمد سلیمان یوسف
مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
حضرت مولانا اللہ وسایا
مفتی عطاء الرحمن صاحب
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم
عظیم الشان
پُروقار
سالانہ
تحفظ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس
6 اکتوبر 2022
بروز جمعرات بعد نماز مغرب
ان شاء اللہ
بمقام
مرکزی عیدگاہ بہاولپور
تمام مکاتب فکر کے علماء کرام مشائخ عظام مذہبی و سیاسی راہنما وکلاء طلباء قراء و شعراء کرام اور نامور نعت خوان حضرات تشریف لا رہے ہیں
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
تحفظ عقیدہ ختم نبوۃ
سیرت خاتم الانبیاء
حیات عیسیٰ
عظمت صحابہ و اہل بیت
اتحاد امت محمدیہ
ظہور امام مہدی
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
منجانب
محمد اسحاق
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور
0300-6851586
0322-6532053
0323-6517480

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

لانبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد — فرما گئے یہ ھادی

بتاریخ **27** **28** اکتوبر 2022 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

بمقام **مسلم کالونی چناب نگر**

41 ویں 2 روزہ سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

حافظ حضرت مولانا **محمد ناصر الدین** خان خاکوانی صاحب

صاحبزادہ حضرت مولانا **خواجہ عزیز احمد** صاحب

حضرت مولانا **سید سلیمان یوسف بنوری** صاحب

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- عقیدہ ختمِ نبوت
- سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
- حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
- اتحادِ امتِ محمدیہ
- اور ظہورِ امام مہدی علیہ الرضوان
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت **عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوۃ** چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-7314337
0300-4304277
0301-7972785

قیمت فی شمارہ -/20 روپے — قیمت سالانہ -/240 روپے